نیرنگِ ادب کی پانچویں پیشکش

گونگی دعا

(مجموعۂ کلام)

یوسف یکتا

نیرنگِ ادب پبلیکیشنز
3/9/304 - 4 - 1، صدیق نگر، مشیر آباد
حیدرآباد - 48

جملہ حقوق بہ حقِ مصنف محفوظ

نام کتاب : "گونگی دعا"
شاعر : یوسف یکتا
سن اشاعت : ۱۹۹۴ء
تعداد : ۵۰۰ (پانچسو)
ترتیب و تزئین : شاغل ادیب، ایم۔اے، صدر بزم عبرت، سکندرآباد
سرورق : محمد بشیر الدین
طباعت : اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار، حیدرآباد ۲
قیمت : ۴۵ روپے (عام خریداروں کے لئے)
۵۵ " (لائبریریوں کے لئے)

یہ کتاب آندھرا پردیش اردو اکاڈمی حیدرآباد
کی مالی اعانت سے شائع ہوئی ہے

ملنے کے پتے

- مصنف : مکان نمبر 2-RT/72، پرکاشم نگر (روبرو حیدرآباد ایرپورٹ) سکندرآباد ۱۰۔
- ایم۔اے 'عزیز اجمیری' مہکار محل، بیراڈائز کارنر، متصل اکبر ہوٹل، سکندرآباد
- نیرنگِ ادب پبلیکیشنز، 1-4-304/9/3، مشیرآباد، حیدرآباد - 48

انتساب

اپنی پیاری والدہ محترمہ کے نام
جن کی شفقتیں اب بھی سایہ فگن ہیں

یوسف یکتا

○

میں اپنی اس تصنیف کو
محترم المقام عالی جناب الحاج مسعود عابد عبدالقادر سیٹھ
اردو کے شیدائی شہر سکندرآباد کی ممتاز و مخیر شخصیت
کی نذر کرتا ہوں

جن کے پہلو میں ایک دردمند دل دھڑکتا ہے
اور ان کی بے پایاں شفقت میرے شاملِ حال ہے

— یوسف یکتاؔ

○

نقوشِ اظہار

میرے اس مجموعۂ کلام میں پیشکردہ میری یہ نظمیں، غزلیں اور قطعات میرے اظہار، کے دھندلے نقوش ہیں جو اپنے جذبوں کی ترجمانی کیلئے صفحۂ قرطاس پر لفظوں کی صورت میں اُتر آئے ہیں۔

یوسف یکتاؔ

فہرست

غزلیات

دیباچہ

محسن جالگانوی

گونگی دعا کا بولتا شاعر

جناب یوسف یکتا کا فکری سفر تقریباً پچھلی تین دہائیوں پر محیط ہے اس دوران وہ ریاست کے مختلف شہروں میں اپنی سرکاری ملازمت اور اہم عہدوں کی گوناں گوں مصروفیتوں میں الجھے رہے ۔ انہیں اتنی فرصت ہی نہ ملی کہ وہ اپنی چیدہ چیدہ تخلیقات کو مجتمع کرکے ان کی دروبست کرتے ۔ ہر چند کہ انہوں نے نظم، غزل، حمد، نعت شریف، قطعات کے علاوہ متعدد مزاحیہ غزلیں اور نظمیں بھی کہی لیکن اس بسیار گوئی کے باوجود جب انہیں اس زیر نظر مجموعہ " گونگی دعا" کی ترتیب کا خیال آیا تو وہ ساری تخلیقات دستیاب نہ ہوسکیں جنکی شمولیت اس شعری مجموعہ کی ضخامت اور اہمیت کو بڑھا سکتی تھی ۔ لیکن مسرت اس بات کی بھی ہیکہ اس انتخاب میں وہ سب رطب ویابس شامل نہیں جو مکمل سرمایہ سخن کے نام پر کتاب میں ٹھونس دیا جاتا ہے اور قاری کے ذہن کو مرحلۂ ردوقدح سے گذرنا پڑتا ہے ۔ یوسف یکتا کی شخصیت خودنمائی اور خودستائی کے عیب سے ہمیشہ پاک رہی ہے ۔ وہ ادب میں خودتشہیری کے برخلاف صراطِ مستقیم کے مردِ راسخ اور قناعت، دیانت داری اور استغنا کے قائل رہے ہیں اور وہ حلقہ ادب وشعر میں نہایت عزت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں ۔ ان کی سنجیدہ اور غیر سنجیدہ تخلیقات ملک کے متعدد رسائل میں تقریباً

پچھلے دو دہوں سے مسلسل شائع ہوتی رہی ہیں اسی وجہ سے ان کا نام شعری و ادبی سطح پر محتاجِ تعارف نہیں ہے۔

ایک حسّاس تخلیق کار اپنے گرد ہوتے والے حادثات، واقعات اور تبدیلیوں سے اپنے آپ کو الگ نہیں رکھ سکتا، وہ کچھ دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے وہی اظہار بن کر صفحۂ قرطاس پر منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایسے احساسات اگر کسی مخصوص رجحان کے تحت آجائیں تو تخلیقی کرب کی آنچ کھو بیٹھتے ہیں اور تخلیق کی بجائے وہ محض پروپگنڈہ بن جاتے ہیں۔ ایک اچھا تخلیق کار حکایاتِ خوں چکاں کی تحریریں بھی اپنے پیرہن کو سرخ ہونے سے بچائے رکھتا ہے۔ آج کے عہد میں زندگی کے ہر شعبہ میں سیاست داخل ہو چکی ہے۔ سیاست نے مذہب کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ آج کا ادیب و شاعر جس معاشرہ میں سانس لیتا ہے اس کی رگ رگ میں سیاسی عوامل کی دخل اندازی ہے۔ اس لئے تخلیق کار نہ چاہتے ہوئے بھی معاشرتی کشمکش، فرقہ واریت، عدم مساوات، جبر و استحصال ایسے سیاسی و سماجی موضوعات سے اپنے قلم کو نہیں بچا سکتا، کیونکہ یہ زندگی کے لوازمات میں سے ہیں۔ یوسف یکتا کی شاعری بھی زندگی کی شاعری ہے۔ ان کے احساسات کی لہو کی رو میں زندگی کی قدروں کی شکست و ریخت طبقاتی کشمکش کے خلاف احتجاج، انسانی دردمندی رچی بسی ہے۔ انہوں نے اپنے فکری اظہار کے لئے اپنے ذہن کو کسی فکری زاویہ سے دانستہ طور پر وابستہ کرنے کی شعوری کوشش نہیں کی اور نہ اپنے تخلیقی رویہ کو کسی محدود نظریۂ حیات کا اسیر بننے دیا۔ ان کی شاعری میں اپنے عہد کے مسائل، سماجی اور سیاسی کوائف، معاشرہ، سماج اور حالات کا درد اور زندگی کے گرد و پیش

کے علاوہ ان کے اپنے جمالیاتی تہہ کی دبی دبی چنگاریوں کی آنچ بھی ملتی ہے جسے افتادِ زمانہ نے سرد سرد کر رکھا ہے۔

یوسف یکتا کی شاعری کے طویل سفر کے عہد میں، ادب میں نئی تحریکوں اور نئے رجحانات نے جنم لیا، ادبی نظریوں نے ہئیت بدلی، نقطہ ہائے نگاہ میں تبدیلیاں بھی آئیں لیکن ان کی طبع فکر نے محض تقلیدی جنون میں اپنی روشِ اظہار و فن نہیں بدلی۔ انہوں نے اپنے شعری عمل کو روایت و جدیدیت کے حصار سے دور رکھ کر مہمل گوئی سے خود کو بچائے رکھا اور اسلوبِ سخن میں سلاست اور معنویت کو اہمیت دی۔ تخلیق کار بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے اسے اتنی مہلت ہی کہاں ملتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے مسائل، مصائب، اپنی شکست و ریخت اور ہنگامہ آرائیوں میں اپنے سرمایۂ اظہار کی خود احتسابی بھی کرے اگر اس کا یہ سرمایہ فکری ناپختگی سے بچ کر لفظ و معنی کی شکل میں فنی اعتدال اور افراط و تفریط کی قباحت کے بغیر ہی منصۂ شہود پر آجائے تو بڑی بات ہے۔

یوسف یکتا کی شاعری میں جہاں جہاں سیاسی، سماجی اور عصری میلانات کے موضوعات راست یا بالراست آتے ہیں وہاں پر ان کے زبان و بیان کی اعتدال پسندی نے اسے تشہیری مواد کی شاعری کے چنگل سے الگ کر لیا۔ فرقہ وارانہ جنون کی تباہ کاریاں، عصمتوں کی بے حرمتی، جوان لاشوں کی تیغ زنی، بے منطقی، لاچاری، سماجی جبر و استحصال، عدم مساوات، قدروں کی تذلیل، ذات کی شکست و ریخت ایسے موضوعات و مسائل انہیں مضطرب و کربناک کر دیتے ہیں اور وہ

پر ان کے احساس کی چیخ بن کر فضا میں پھیل جانا چاہتی ہے لیکن ہر بار یہ چیخ اپنی آواز کھو دیتی ہے اور شاعر کی "حرف دعا" بن جاتی ہے ۔ لیکن یہ دعا عرش تک نہیں جاتی ۔ عدالتِ بے منصفی میں مجرمین سرخرو ہیں اور بے گناہ رسن و دار پر ۔ ہاتھ جو جبر کے خلاف اٹھتے ہیں کٹ جاتے ہیں ۔ استبداد کے خلاف جو ہونٹ ہلتے ہیں ان کی آواز کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جاتا ہے ۔ دیانت داری، شرافتِ نفسی، انسانیت، اخلاقی قدریں سب سماجی استحصال کا شکار ہو جاتی ہیں ۔ کوئی نہیں جو قاتل و مجرم کو کیفر کردار تک پہنچائے ۔ چیخ کیوں حلق سے نکل نہیں پاتی ـــــ آواز کیوں زمین و آسمان کو سنائی نہیں دیتی ۔ دُعا کیوں مقبول نہیں ہوتی ۔

کیوں، حرف، ہونٹ، آواز، چیخ، دعا ـــــ

"گونگی دعا" بن گئے ہیں ـــــ کیوں ـــ؟

محسن جلگانوی

شاغل ادیب، ایم اے

جناب یوسف یکتا

سکندرآباد کے بزرگ شاعر

○

کسی کی بزم کو یہ آرزو مدام رہی
کہ اس کی بزم میں یکتا سا خوش کلام آئے

جناب یوسف یکتا سکندرآباد کے نہایت ہی کہنہ مشق بزرگ شاعر ہیں. آپ سکندرآباد کے نمائندہ شعراء علامہ اشرف افتخاری، عبرت سکندرآبادی، ڈاکٹر رنگا راؤ رنگین، منیر الدین وقار شوق سکندرآبادی، اور سید عزیز الدین رضوان کے ہم عصر رہ چکے ہیں مذکورہ شعراء میں اب صرف سید عزیز الدین رضوان اور جناب یوسف یکتا ہی بقید حیات ہیں باقی سب اللہ کو پیارے ہوگئے.
سکندرآباد کے ان دونوں بقیدِ حیات بزرگ شعراء میں دونوں کا رنگ الگ الگ ہے اور دونوں اپنے فن اور شاعری میں انفرادیت اور استادانہ مقام رکھتے ہیں۔ جناب سید عزیز الدین رضوان سکندرآباد میں علامہ اشرف افتخاری مرحوم کے بعد تصوف کے دوسرے بڑے استاد شاعر ہیں اور جناب یوسف یکتا سنجیدہ شاعری میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے۔
جناب یوسف یکتا ۱۹۲۷ء میں محلہ عثمان پورہ حیدرآباد میں پیدا ہوئے

آپ نے ابتدائی تعلیم چنچل گوڑہ حیدرآباد میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ چادرگھاٹ ہائی اسکول کے ذہین طالب علم رہے ہیں۔ تحصیلِ علم کے بعد آپ ریاستی حکومت میں ملازم ہوگئے اور چند سال پہلے حکومت آندھرا پردیش کے محکمۂ صنعت و حرفت محکمۂ تعلیمات اور فشریز ڈپارٹمنٹ میں اکونٹس آفیسر کی کامیاب خدمات انجام دیتے ہوئے وظیفۂ حسنِ خدمت پر سبکدوش ہوچکے ہیں۔

جناب یوسف یکتاؔ کو شعر و شاعری کا شوق زمانۂ طالبِ علمی ہی سے تھا اس زمانے میں محلہ عثمان پورہ میں اردو کے نمائندہ استاد شعراء حضرات علی اخترؔ سید رضی الدین حسن کیفیؔ، عبدالقیوم باقیؔ، خورشید احمد جامیؔ اور عارف ابوالعلائی کی سکونت اور موجودگی اور ان کی اپنی نسل کے شعراء مسرس نظیر حیدرآبادی، حسین شاہدؔ سردار الہامؔ اور اوجؔ یعقوبی (جنھوں نے بعد میں اردو میں بڑا نام کمایا) کے جمِّ غفیر نے ان کے ذوقِ شعری کو خوب جلا بخشی جناب یوسف یکتاؔ کو ان لوگوں سے نہ صرف رسم و راہ تھی بلکہ وہ ان کی ادبی محفلوں اور مشاعروں میں شرکت بھی کرتے تھے اور ان میں اپنی تخلیقات پیش کرنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہے۔

جناب یوسف یکتاؔ کا شعری سفر تقریباً گذشتہ ۳۵ سالوں سے جاری و ساری ہے۔ آپ کو نعت، غزل، نظم، قطعات اور دیگر کئی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کا ملکہ حاصل ہے۔ زمانۂ طالب علمی میں آپ اپنا کلام اپنے تدریسی اساتذہ حضرت جلالؔ لکھنوی حضرت قدرت اللہ رانہ اور مفتونؔ حیدرآبادی کو دکھاتے رہے۔ بعد ازاں استاد شاعر حضرت عارفؔ ابوالعلائی (والدِ جناب انجمؔ عارفی و ڈاکٹر امیرؔ عارفی) سے منسوب ہوگئے۔ آپ صرف شعر کہتے اور مشاعرے پڑھتے ہی نہیں بلکہ

اردو کو ترویج و ترقی کے لئے سکندرآباد کی ان گنت ادبی انجمنوں سے نمایاں طور پر منسوب بھی رہے ہیں۔ جن میں اردو فورم (صدر) کاروانِ ادب (نائب صدر) بزم عبرت (سرپرست اعلیٰ) اور محبان اردو (سرپرست اعلیٰ) قابلِ ذکر ہیں۔

اب آئیے ذیل میں مختلف اصنافِ سخن میں جناب یوسف یکتا کے چند منتخب نمونے ملاحظہ فرمائیے۔ جناب یوسف یکتا ایک نیک سیرت، پاک طینت، خدا پرست اور رسولِ خدا محمد مصطفیٰ ؐ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے انسان ہیں، ان کی ان گنت نعتیں مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوکر بے حد مقبولیت حاصل کرچکی ہیں۔ ذیل میں ان کی نعت کے چند شعر پیش ہیں ان میں زبان کی سادگی بھی خوب ہے۔

نامِ احمد جو پیارا پیارا ہے	بس اسی نام کا سہارا ہے
گر رہا ہوں قدم قدم پہ مگر	ہر قدم پر تمہیں پکارا ہے
دامنِ پاک سے ہوں وابستہ	اس سے بڑھکر بھی کیا سہارا ہے

جناب یوسف یکتا کے یہاں نظموں کی بھی کثیر تعداد ملتی ہے۔ نظم نگاری میں ان کی مہارت کے تعلق سے ان کی ایک کامیاب آزاد نظم پیش خدمت ہے۔ عنوان ہے "گونگی دعا" موصوف نے اپنے شعری مجموعہ کا نام بھی "گونگی دعا" ہی رکھا ہے۔

عمر بڑھتی ہے تو
بڑھ جاتی ہے ہر شئے کی ہوس
میں نے دیکھا ہے دمِ نزع کئی لوگوں کو

کپکپاتے ہوئے ہونٹوں سے دعا کرتے ہیں
اور جینے کے لئے
عمر دو روزہ کے زہراب کو پینے کے لئے
اور ایسے بھی کئی لوگوں کو دیکھا میں نے
عرصۂ دہر میں جو آہ و بکا کرتے ہیں
بستر مرگ پہ
جینے کی دعا کرتے ہیں۔

جناب یوسف یکتا ایک کامیاب غزل گو شاعر بھی ہیں۔ ان کی غزل میں غزل کے تمام عوامل و عناصر' روایت و جدت' داخلیت و خارجیت' غم جاناں و غم دوراں' قومی یکجہتی اور انسان دوستی وغیرہ سبھی موضوعات ملتے ہیں۔

راقم الحروف کی نثری تصنیف "حروف تابندہ" کی تقریب رسم اجراء میں موظف پروفیسر گلبرگہ یونیورسٹی جناب رزاق فاروقی نے ادبی اجلاس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اردو زبان صرف اردو زبان ہی نہیں بلکہ یہ مشترکہ قومیت کی زبان بھی ہے اس نے اپنی ابتداء سے آج تک قومی یکجہتی اور انسانی بھائی چارگی کے ان گنت گیت گائے ہیں لہذا اس سلسلے میں جناب یوسف یکتا کے بھی اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

خلوص و پیار بڑھے ایسا کاروبار کرو
ردائے بغض و عداوت کو تار تار کرو

سوکھ جائیں نہ کہیں پیار کے اخلاص کے پھول
اے نگہبان وطن ان کی حفاظت کیجئے

کیا حسیں دور تھا ہم تھے شیر و شکر
فاصلہ کچھ نہ تھا دو مکانوں کے بیچ

جناب یوسف یکتا کی غزل کے چند اور شعر دیکھئے گا۔

اب آرزو ہے الٰہی کہ وہ مقام آئے
یہ زندگی بھی کسی زندگی کے کام آئے

—

ہمیں تو کشمکشِ روزگار نے مارا
نہ ہم چمن کے ہوئے اور نہ زیرِ دام آئے

—

بنا رہا ہے کیوں اپنے گلے کا ہار مجھے
گرا نہ دے کہیں نظروں سے اتنا پیار مجھے

خیالِ خام ہے تیرا کہ تجھ سے دور ہوں میں
ترے قریب ہوں جی چاہے جب پکار مجھے

—

بہار میں بھی میں کھل کر نہ ہنس سکا یکتاؔ
خزاں کا خوف دلاتی رہی بہار مجھے

—

بانٹ لیں ہم اگر غمِ انساں
باغِ انسانیت نہ ہو ویراں

—

قیامت ہے غم سہہ کے خاموش رہنا
فقط اک ترے مسکرانے کی خاطر

اہلِ دل اہلِ فن اہلِ ثروت ملے
لوگ جتنے ملے بے مروّت ملے

ہیں کہاں مرشدانِ خوش اطوار
بک رہا ہے ٹکے الناس

امیدِ گلستاں ایسوں سے اے حضرتِ یکتا کیوں کر ہو
جو پھول کا دامن سی نہ سکے تنظیمِ گلستاں کیا کرتے

اب آخر میں جناب یوسف یکتا کے دو قطعات ملاحظہ فرمائیے۔

دشمنِ جاں کو یار ہی سمجھا
اس کی نفرت کو پیار ہی سمجھا
کچھ نہ آیا سمجھ میں اے یکتا
میں خزاں کو بہار ہی سمجھا

شامل ہمارے حال میں تیرا کرم نہیں
گر منحرف ہے ہم سے زمانہ تو غم نہیں
جب چاہیں پھیر سکتے ہیں دنیا کے رخ کو ہم
ڈر جائیں انقلاب سے ایسے تو ہم نہیں

تاہم جناب یوسف یکتا سکندرآباد کے کہنہ مشق بزرگ استاد

شاعر ہیں آپ مسلسل کئی برسوں سے آکاش وانی سے اپنا کلام نشر
کرتے آرہے ہیں اور آپ سکندرآباد کے پہلے شاعر ہیں جنھیں دوردرشن
میں سکندرآباد کی نمائندگی ملی۔ علاوہ ازیں آپ سالہا سال سے مسلسل
ان گنت رسائل و اخبارات میں چھپتے آرہے ہیں۔ جن میں ماہنامہ
شب خون (الہ آباد) ماہنامہ نیا دور (لکھنو) ماہنامہ بیسویں صدی،
بانو (دہلی) ماہنامہ سب رس (حیدرآباد) ماہنامہ صبحِ امید (بمبئی) وغیرہ
قابلِ ذکر ہیں جناب یوسف یکتا کا دلنواز و سحر آگیں ترنم بھی ان کی شاعری
کے ساتھ سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے۔

پھاڑیں وہ لاکھ گلا چیخیں وہ صد ہا یارو
بات یکتا کے ترنم کی کہاں آئے گی

○

جناب شمیم نصرتی صاحب

گونگی دعا کے شاعر جناب یوسف یکتاؔ میری نظر میں

گونگی دُعا کے شاعر جناب یوسف یکتاؔ محتاج تعارف نہیں ہیں
میں اوائل عمری ہی سے موصوف کا کلام مختلف رسائل میں پڑھتا رہا ہوں
سکندرآباد کی ادبی محافل میں جب شرفِ نیاز حاصل ہوا تو مجھے اِس
بات پر بے حد مسرت ہوئی کہ مجھے ایک اچھے اور سنجیدہ شاعر کو
سننے سنانے کے علاوہ ایک شریف النفس انسان سے ملاقات
کا شرف حاصل ہوا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں
اچھے انسان خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ پروردگار نے جناب یوسف یکتاؔ
کو کردار کے حسن و جمال سے نوازا ہے اور موصوف اپنی عادات واطوار
کی پاکیزگی کے باعث ایک دلکش شخصیت کے حامل ہیں۔

جناب یوسف یکتاؔ کا شمار حیدرآباد کے بزرگ شعرا میں ہونے
لگا ہے۔ موصوف گذشتہ ۳۰ - ۳۵ سال سے شعر کہتے ہیں موصوف
ریاستی حکومت کے کئی ذمہ دار عہدوں پر رہے مگر بزرگوں کی تربیت
اور خاندانی شرافت نے غرور و تکبّر سے محفوظ رکھا۔ جنابِ یکتاؔ کے

مزاج میں بے انتہا فروتنی پائی جاتی ہے وہ احباب سے اس قدر ٹوٹ کر ملتے ہیں کہ ہر شخص انہیں اپنا سمجھتا ہے۔

جناب یوسف یکتا بنیادی طور پر نہایت سنجیدہ اور پرگو شاعر ہیں۔ وہ ہر صنفِ سخن پر طبع آزمائی کرتے ہیں۔ مگر غزل ان کی محبوب صنفِ سخن ہے۔ موصوف کے کلام میں سوز و گداز اور فکری بلندی کے ساتھ ساتھ سلاست و روانی بھی پائی جاتی ہے۔ روایات کے پیرہن میں مسائل کو نہایت ہی ندرت سے پیش کرتے ہیں۔ عشق نبیؐ سے ان کا دل سرشار ہے وہ حُبِ نبی صلعم کا اظہار دل کی گہرائیوں اور عقیدت مندی سے یوں کرتے ہیں

کرتے رہیں گے ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰؐ
اب واسطہ نہ ہوگا کسی اور کام سے

کہتے ہیں جس کو یوسفِ یکتا تمام لوگ
سرکارؐ کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہے

موصوف کے کلام سے اور بھی نعتیہ اشعار بطور نمونہ پیش کئے جا سکتے ہیں جن سے خاتم النبین صلعم سے والہانہ عشق و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ جنابِ یکتا خالصتہً غزل کے شاعر ہیں اور ان کا اندازِ غزل سرائی قارئین و سامعین دونوں کو متاثر کرتا ہے۔ ذیل کے چند اشعار ان کی غزل گوئی کے ستھرے نمونے ہیں۔

روپ بدلنے کے فن میں تو حضرتِ یکتا ماہر ہیں
دیوانوں میں دیوانے ہیں فرزانے فرزانوں میں

جناب یکتاؔ کی باتیں عجیب باتیں ہیں
خراب ہم ہی ہیں یارو کہاں خراب ہیں لوگ

الٹی بساط ایسی یہ کیا ماجرا ہوا
جو کم سخن تھے لوگ بہت بولنے لگے

بہاریں بھی میں کھل کر نہ ہنس سکا یکتاؔ
خزاں کا خوف دلاتی رہی بہار مجھے

اہلِ دل اہلِ نظر ہی تو تڑپ جاتے ہیں
حالِ مفلس کا کہاں سب پہ عیاں ہوتا ہے

"گونگی دعا" جناب یوسف یکتاؔ کی ایک عمدہ تاثراتی نظم ہے انہوں نے اپنے مجموعۂ کلام کا نام بھی یہی رکھا ہے۔ میں جب "گونگی دعا" کے مسودہ کو پڑھ رہا تھا تو گونگی دعا کا ایک ایک لفظ بولنے لگا۔ امید کہ موصوف کا یہ مجموعۂ کلام زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر ضرور مقبولیت عام حاصل کرے گا۔

شمیم نصرتی
مشیر آباد۔ حیدرآباد

ڈاکٹر محمد ثناء اللہ ثانی
ایم۔اے، اسلامک اسٹڈیز
ایم۔اے، لینگویجیس

"گونگی دعا" کے شاعر
جناب یوسف یکتا سکندرآبادی

جناب شاغل ادیب میرے عزیز ترین ادیب دوست ہیں۔ ان دنوں وہ سکندرآباد کے کہنہ مشق بزرگ شاعر جناب یوسف یکتا صاحب کے مجموعۂ کلام "گونگی دعا" کی ترتیب و تزئین میں مصروف ہیں انہوں نے چند دن قبل جناب یوسف یکتا کا تعارف مجھ سے کرایا اور ان کے مجموعۂ کلام "گونگی دعا" کا مسودہ میرے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے کہا کہ مجھے اس پر اپنے تاثرات لکھنا ہے۔ یہ سن کر میں کچھ پس و پیش میں پڑ گیا۔ لیکن یکتا صاحب کے خلوص اور شاغل صاحب کے اصرار نے مجھے مجبور کر دیا۔ "گونگی دعا" کے مطالعہ کے بعد جو تاثرات میرے دل میں جگمگائے اور جو تصریحات میرے ذہن میں لہلہا اٹھیں انہیں ذیل میں پیش کر رہا ہوں۔

حیدرآباد اور سکندرآباد دونوں جڑواں شہر ہیں۔ حیدرآباد فرخندہ بنیاد، علم و فن، شعر و ادب اور صحافت میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ لیکن ان دنوں سکندرآباد میں بھی اردو سماج کے استحکام

اور شعر و ادب کے ذوق کو عام کرنے کے لئے قابلِ قدر خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔ سکندر آباد میں اردو، سکندر آباد کی ادبی انجمنیں، سکندر آباد کے شعراء کے تعارفات اور سکندر آباد پر دیگر کئی ادبی و تحقیقی مضامین (جو شاغل ادیب صاحب کی تحقیق و تحریر کے مرہونِ منت ہیں) سے پتہ چلتا ہے کہ سکندر آباد میں اردو کی ترویج و ترقی سنہ ۱۹۴۷ء میں یعنی آزادی کے بعد ہی سے تیز تر ہونے لگی۔ سنہ ۱۹۴۷ء تا سنہ ۱۹۹۴ء کے دور میں سکندر آباد میں ۳۰ تا ۳۵ نمائندہ شعرا و ادبا کے اسمائے گرامی ملتے ہیں جن میں ایک اہم نام جناب یوسف یکتا کا بھی ہے۔

جناب یوسف یکتا میرے والد محترم ڈاکٹر عبد الصمد صمدانی کے اہم شاعر دوست ہیں اور یہ دونوں ایک ساتھ سکندر آباد کے ان گنت مشاعرے پڑھ چکے ہیں۔ جناب یوسف یکتا ایک با اخلاق شخصیت اور پر خلوص طبیعت کے مالک ہیں۔ ان کی شاعری کا اندازِ بیان انہیں کے ایک مقطعہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ ع

کیا بات تھی جانے کیوں ان کی آنکھوں میں آنسو آہی گئے
اندازِ بیاں تیرا یکتا دل گیر ہے دل آزار نہیں

جناب یوسف یکتا ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ ہیں۔ بارگاہِ رسالت مآب میں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے یوں شفاعت کے طلبگار ہیں

ع
ان کا دامن نہ چھوٹے چاہے قیامت ہو جائے
داورِ حشر کو بھی میری صداقت ہو جائے

ہے بہت اپنے گناہوں سے پریشاں یکتا
یا نبی ﷺ روزِ جزا اس کی شفاعت ہو جائے

جناب یوسف یکتا یقین و ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں ۔ اور وہ اسی کو فتح و نصرت کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔

ع اہلِ ایمان تھے وہ خوفِ خدا تھا ان کو
ہو گئے پار بہتر جو تھے ہمّت والے

جناب یوسف یکتا کو بڑھتے ہوئے الحاد کا پورا پورا شعور ہے ۔ اور اسی لئے وہ شمعِ توحید کو جلائے رکھنے کی دعوت دیتے ہیں ۔

ع دورِ الحاد ہے ایمان بچائے رکھیئے
شمعِ توحید سدا دل میں جلائے رکھیئے

نظم "گونگی دعا" (جو یکتا صاحب کے مجموعۂ کلام کا عنوان بھی ہے) بہ ظاہر ایک مبالغہ معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن اس نظم میں شاعر نے زندگی کی حقیقتوں کی بہترین عکاسی کی ہے ۔

ع عرصۂ زیست میں تو آہ و بکا کرتے ہیں
بسترِ مرگ پہ جینے کی دعا کرتے ہیں

ایمان و یقین کے بغیر انسان کو سکون نہ مشرق میں میسر ہے اور نہ ہی مغرب میں ۔ اس ایمان فروشی کی تصویر ان کی نظم " نوید" کے آخری شعر میں ملاحظہ فرمائیے۔ کہتے ہیں

ع مشرق میں سکوں ہے نہ مغرب میں آرام سے ہے انساں کہاں
آلامِ جہاں تو کیا جانے اے راحتِ دل اے راحتِ جاں

جناب یوسف یکتا کی نظموں میں " اب شعلوں کا ناچ نہ ہو گا" "مشاہدہ" اور " ترغیب" بھی بڑی پُر مغز، اثر انگیز اور کامیاب نظمیں ہیں ۔ نظم " ترغیب" کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔

تیغ ہاں تیغ خوں آشام اٹھانی ہوگی
محفلِ زیست کی رونق کو بڑھانے کے لئے

ہاں سنبھل وقت کی زنجیر ہلانا ہوگا
حال مخلوق کا خالق کو سنانا ہوگا

جناب یوسف یکتا نے دعا، نعت، نظم، غزل، اور ہزل تمامتر اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ جن سے ان کے وسیع مطالعہ اور گوناں گوں تجربات کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی شاعری زندگی اور معاشرے کی حقیقتوں کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ ان کی شاعری کے مطالعہ کے بعد ہم یہ بات بڑے اطمینان کہہ سکتے ہیں، کہ یکتا صاحب صرف ایک کامیاب شاعر ہی نہیں بلکہ یکتائے زمانہ بھی ہیں۔ ان کے کلام میں اقبال کی خودی جوش کا جوش، امجد کا تیکھاپن، میر کی سادگی اور اکبر کا طنز پوری طرح نمایاں ہیں۔ موجودہ پُرآشوب زندگی اور اولاد کی بے اعتنائی کا منظر اپنی ایک ہزل میں انہوں نے نہایت خوبصورت انداز میں کھینچا ہے کہتے ہیں ع کیا کماتا ہے بھیجتا کیا ہے
اے لونڈے تجھے ہوا کیا ہے

ان کے ہزل کے چند اور شعر دیکھئے

ع دیکھ اچھی طرح اجالے میں ۔ گھپ اندھیرے میں دیکھتا کیا ہے
دل دیا ہے تو جان بھی دیدے اے نادان! سوچتا کیا ہے
آہ! پنشن بھی بک گئی یارو ۔ پاس یکتا کے اب بچا کیا ہے
جناب یوسف یکتا کے قطعات بھی خوب ہیں۔ یکتا صاحب کو

غزل میں بھی کمالِ خاص حاصل ہے۔

ع۔ گزارنی ہیں زیست کی ابھی تو اور ساعتیں
یہ رنج و غم، ہنسی خوشی، مزے مزے کی آفتیں

انسان کی بے راہ روی پر ضرب کاری ملاحظہ فرمائیے۔

ع انساں کے کرتوت سے یکتا
کانپ اٹھا ہے عرشِ اعظم

جناب یکتا کے مجموعۂ کلام میں ان کی چھوٹی بحر کی اس طرح کے یہ اشعار واقعی Master Piece ہیں۔

ع ہم تو نظرِ کرم کے طالب ہیں ۔ دشمنی کیا ہے دوستی کیا ہے
"دل گیا رونق حیات گئی" ۔ بجھ گیا دل تو زندگی کیا ہے
بندگی کا جو حق ادا نہ ہوا ۔ بندہ کیسا ہے بندگی کیا ہے
لمحہ لمحہ جو لوگ ٹوٹے ہیں ۔ ان سے پوچھو کہ دل لگی کیا ہے
غم کا حاصل خوشی ہے اے یکتا ۔ گر نہ ہو غم تو پھر خوشی کیا ہے

امید ہے کہ یہ چند سطور جناب یوسف یکتا کی شخصیت و فن کو سمجھنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گی۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ اس مجموعۂ کلام کو مقبولیت عطا کرے۔ اور اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ بنائے۔

ڈاکٹر محمد ثناء اللہ ثانی
ایم اے اسلامک اسٹڈیز
ایم اے (لینگویجس)

اپنا بیان ..... یوسف یکتا

میری پیدائش ۱۹۲۷ء میں حیدرآباد کے محلّہ عثمان پورہ میں ہوئی یہ وہی محلہ ہے جہاں شاعرِ انقلاب حضرت جوشؔ ملیح آبادی کا بھی قیام رہا (ہمارا مکان اس مکان کے روبرو تھا)

چنچل گوڑہ کے جس اسکول میں میری تعلیم ہوئی اور وہاں جو اساتذہ درس و تدریس سے وابستہ تھے ان کی شعر و ادب سے راست وابستگی نے میرے ادبی ذوق کو اور جِلا بخشی۔ ان اساتذہ میں نامور شعراء حضرات شیخ محبوب مفتونؔ (والدِ بزرگوار جناب عبدالقادر حبیب مرحوم لندن) حضرت قدرت احمد رازؔ (شاگرد حضرت جلیل مانک پوری) حضرت جلالؔ لکھنوی، حضرت عبدالقدیر قدیرؔ (والدِ بزرگوار محترمہ قدیر جہاں قدیرؔ) قابلِ ذکر ہیں۔ اور جس محلہ میں میں مقیم تھا وہاں حضرت علی اخترؔ، حضرت کیفیؔ، حضرت باقیؔ، حضرت خورشید احمد جامیؔ اور حضرت عارفؔ ابو العلائی ایسے مدبّرانِ سخن اور میرے ہم عصر ادیب و شاعر نظرؔ حیدرآبادی، ڈاکٹر حسینی شاہدؔ، حضرت سردار الہامؔ، حضرت اوجؔ یعقوبی کا جمِّ غفیر تھا۔ ان دنوں طرحی مشاعرے اور ادبی اجلاس بڑی پابندی سے ہوا کرتے تھے اور منفرد شاعر و ادیب کی تخلیقات پر تنقیدی

بحثیں ہوا کرتی تھیں ان محفلوں میں میں اپنی شعری تخلیقات پیش کیا کرتا تھا اسی شعری ماحول اور فضا نے میری فکر کو نکھارا اور پچھلے تیس سال سے شعر کہہ رہا ہوں۔

میں نے ابتداءً حضرت عارف ابو العلائی (والدِ بزرگوار جناب قاضی انجم عارفی و ڈاکٹر امیر عارفی (پروفیسر دہلی یونیورسٹی) اور حضرت سردار الہام (عثمانیہ) سے مشورۂ سخن کیا ہے۔

میں بنیادی طور پر ایک سنجیدہ شاعر ہوں لیکن مزاح میں بھی کئی غزلیں کہی ہیں۔ میں نام و نمود کی پروا کیئے بغیر زبان و ادب کی خدمت کو اپنا نصب العین سمجھتا ہوں۔ برس ہا برس سے میرا کلام ملک کے مقبول جریدوں میں چھپتا رہا ہے جن میں "شب خون" (الہ آباد) "نیا دور" (لکھنو) "بیسوی صدی" "شمع" "بانو" (دہلی) "آج کل" (دہلی) "صبح امید" (بمبئی) "جادہ" (بھوپال) "نقش و نگار" "ہماری زبان" (علیگڑھ) "سب رس" (حیدرآباد) کے علاوہ کئی روزنامے اور ہفت روزہ اخبارات شامل ہیں۔

میرا کلام آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے برسہا برس سے نشر ہوتا رہا ہے اور میں سرزمین سکندرآباد کا پہلا شاعر ہوں جس کا کلام دوردرشن سے نشر ہوا۔ اردو کی کئی ادبی انجمنوں اور ثقافتی اداروں سے وابستہ ہوں جن میں "اردو رائیٹرز فورم" سکندرآباد، محبانِ اردو سکندرآباد، "بزمِ عبرت سکندرآبادی اور" کاروانِ ادب" سکندرآباد قابلِ ذکر ہیں۔

میں اپنے ان تمام ساتھیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود میری درخواست پر اپنی گرانقدر

رائے کا اظہار کیا ہے ۔ میں نے ان تمام آراء کو اس انتخاب کے آخر
میں جمع کردیا ہے ۔ عزیز دوست ممتاز شاعر محسن جلگانوی کا بھی
شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کی کتابت کے آخری مرحلہ پر اپنے
مفید مشوروں سے نوازا ۔ میں میرے شاعر دوست محترم شاغل ادیب
ایم ۔ اے کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مجموعہ کی ترتیب و تزئین
سے کتابت وطباعت تک میری اعانت کی ۔

آخر میں، میں محترم جناب سید رحمت علی (صدر اردو اکیڈمی)
اور ڈائرکٹر جناب غضنفر علی خاں صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں
نے اس مجموعہ کی اشاعت کیلئے مالی اعانت منظور کی ۔

[signature]

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ
میں
نذرانۂ عقیدت

بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں

ان کا دامن نہ چھٹے چاہے قیامت ہو جائے
داورِ حشر کو بھی میری صداقت ہو جائے

کچھ نہیں اس کے سوا اور تمنّا دل میں
کسی صورت سے میسّر تری صورت ہو جائے

آپ ﷺ کے ادنیٰ غلاموں میں ہوں اک میں بھی غلام
مجھ پہ بھی نظرِ کرم روزِ قیامت ہو جائے

اس ہی امید پہ آیا ہوں درِ عالی پہ
میرے سرکار ﷺ کسی دن تو زیارت ہو جائے

ہے بہت اپنے گناہوں سے پریشاں یکتا
یا نبی ﷺ روزِ جزاء اس کی شفاعت ہو جائے

○

نامِ احمدؐ جو پیارا پیارا ہے

نامِ احمدؐ جو پیارا پیارا ہے
بس اسی نام کا سہارا ہے

گر رہا ہوں قدم قدم پہ مگر
ہر قدم پر تمہیں پکارا ہے

دامنِ پاک سے ہوں وابستہ
اس سے بڑھکر بھی کیا سہارا ہے

لاج رکھ لیجئے مرے آقا
بندہ عاصی سہی پر تمہارا ہے

مشکلیں میری ہو گئیں آساں
جب بھی میں نے تمہیں پکارا ہے

خوفِ محشر بھلا ہو کیوں مکتا
کملی والے کا جو سہارا ہے

"میرے آقا مرے سرکارؐ کا دیدار ہو جائے"

کرم کی اک نظر مجھ پر مرے سرکارؐ ہو جائے
تلاطم سے نکل جاؤں میں، بیڑا پار ہو جائے

عطا ہو صدقہ طٰہٰؐ عطا ہو صدقہ زہراؓ
ملے اتنا مرے مولا گدا سرشار ہو جائے

یہی ہے اب یہی اک آرزو اس قلبِ مضطر میں
مرے آقا مرے سرکارؐ کا دیدار ہو جائے

غلامانِ محمدؐ کی یہی ہے آرزو یارب
مئے توحید پی کر ہر بشر سرشار ہو جائے

سرکارؐ کا مرے بڑا اعلیٰ مقام ہے

ذکرِ رسولؐ ، ذکرِ خدا صبح شام ہے
یہ امتیازِ امتِ خیر الانامؐ ہے

اک مشغلہ یہی تو ہمیں صبح شام ہے
وردِ زباں ہمارے درود و سلام ہے

ناداں دیکھتا ہے کیا اغیار کی طرف
اللہ کو پکار اگر کوئی کام ہے

نعلین پہنے عرش بریں پر گئے ہیں آپؐ
سرکارؐ کا مرے بڑا اعلیٰ مقام ہے

کہتے ہیں جسکو یوسفِ یکتا تمام لوگ
سرکارؐ کے غلاموں کا ادنیٰ غلام ہے

بیمارِ مدینہ

بیمارِ مدینہ ہوں یارب تو شفاءٔ دینا
دربارِ مدینے کا اک بار دکھا دینا

محفوظ رہیں ہم سب الحاد کے فتنوں سے
توحید کی مے دے کر سرشار بنا دینا

ہم چھوڑ کے قرآں کو ہم چھوڑ کے سنّت کو
ہم خوار ہوئے مولیٰ اب راہ دکھا دینا

توحید کی دولت سے معمور تو ہیں سینے
لو شمعِ ہدایت کی کچھ اور بڑھا دینا

سرکارؐ کی مدحت میں سرکارؐ کی عظمت میں
جب بزم سجے یکتاؔ تم نعتؐ سنا دینا

○

نعت شریفؐ

جبرئیلؑ کا گذر نہ ہوا جس مقام سے
میرے حضورؐ گذرے ہیں ایسے مقام سے

کرتے رہیں گے ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰؐ
اب واسطہ نہ ہوگا کسی اور کام سے

اعجاز یہ بھی دیکھئے اس نام پاک کا
خوشبو مہک اٹھی ہے محمدؐ کے نام سے

ہوتے ہیں پاک قلب و نظر جسم و جان بھی
یہ فیض مل رہا ہے درود و سلام سے

یکتاؔ کو بھی حضورؐ کی نسبت پہ ناز ہے
ہو ہر خطا معاف جو ہو اُس غلام سے

○

تیرے دینے کے بڑے ہاتھ ہیں قدرت والے

ہم تو ہیں احمد مختار ﷺ کی امت والے
اہلِ ایمان ہیں ہم لوگ ہیں ہمت والے

میرا دامن ہی بہت تنگ ہے کیا کیا مانگوں
"تیرے دینے کے بڑے ہاتھ ہیں قدرت والے"

اہلِ ایمان تھے وہ، خوفِ خدا تھا ان کو
ہو گئے پار بہتر ۷۲ جو تھے ہمت والے

بڑھ گئے آپ ﷺ مگر رہ گئے جبریل امین ؑ
میرے سرکار ہیں یکتا بڑی عظمت والے

○

نظمیں

الدعا مغز العبادت

صلابت کی دعائیں مانگ لیجئے
اطاعت کی دعائیں مانگ لیجئے

خدا بخشے ہمیں بازوئے حیدر
شجاعت کی دعائیں مانگ لیجئے

رہِ حق سے قدم ہٹنے نہ پائیں
ہدایت کی دعائیں مانگ لیجئے

کہ اب بھائی سے بھائی لڑ نہ پائے
اخوت کی دعائیں مانگ لیجئے

خلوصِ دل سے چشمِ نم سے یکتاؔ
عبادت کی دعائیں مانگ لیجئے

○

دورِ حاضر

دورِ الحاد ہے ایمان بچائے رکھیئے
شمعِ توحید سدا دل میں جلائے رکھیئے

لاکھ طوفان بھی آجائیں نہ ہلنے پائیں
اپنے قدموں کو بہر حال بچائے رکھیئے

آپ مومن ہیں مگر آپ کی پہچان ہے کیا
وضع تو اپنی مسلماں سی بنائے رکھیئے

دل سے کم ہونے نہ پائے یہ ضیائے توحید
بزمِ ایماں یونہی آپ سجائے رکھیئے

سر بلندی کی تمنّا ہے تو یوسف یکتا
اپنا ایمان بہر حال بچائے رکھیئے

○

تخلیق کا کرب

سمجھ میں نہ آئی ہمیں تیری دنیا
یہ دنیا اگر بن نہ پاتی تو کیا تھا

یہ بھوکوں کی بستی یہ ننگوں کی بستی
کہیں زر پرستی کہیں تنگ دستی
یہاں خون انساں کا پیتا ہے انساں
یہ دنیا ہے جیسے درندوں کی بستی

یہ کیسا مقدر ہے انصاف کیسا
کوئی پا رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
عجب ہے زمانے کا دستور یارب
کوئی ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے

سمجھ میں نہ آئی ہمیں تیری دنیا
یہ دنیا اگر بن نہ پاتی تو کیا تھا

○

گونگی دعا

عمر بڑھتی ہے تو
بڑھ جاتی ہے ہر شئے کی ہوس
میں نے دیکھا ہے
دمِ نزع
کئی لوگوں کو
تھرتھراتے ہوئے ہونٹوں سے
لرزتے ہوئے ہاتھوں سے
دعا کرتے ہوئے
اور جینے کے لئے
عمرِ مفلوج کے زہراب کو پینے کے لئے
اور جینے کے لئے
اور ایسے بھی کئی لوگوں کو میں نے دیکھا
عرصۂ زیست میں تو آہ و بکا کرتے ہیں
بسترِ مرگ پہ جینے کی دعا کرتے ہیں

○

فتحِ مبین

خلا بازوں کی نذر

"راز تھا" راز یہ تقدیر جہانِ تگ و تاز"
خواب جتنے بھی تھے سب اہلِ جنوں کے یارو
آج شرمندۂ تعبیر ہوئے جاتے ہیں
آدمِ ارض ہے اب آدمِ ارضِ افلاک
ہر ستارہ ہے گذرگاہِ جنوں
اب کوئی چاند نہیں
خواب و طلسمات کا چاند
اب کوئی راز نہیں وہم و روایات کا چاند
اب کوئی خواب نہیں
زہرہ و مریخ کی نادیدہ زمیں
راستے عرش تلک روشن ہیں۔

موت کی چھاؤں

اے مرے ہمدمو
اے مرے ساتھیو
ایک عرصہ سے میں سخت بیمار ہوں
زیست اور موت کی کشمکش میں اسیر
ایک دو بھی نہیں سینکڑوں دوست ہیں
کوئی آیا نہیں پرسشِ حال کو
کون آیا تھا اور کون آیا نہیں
میں اس انداز میں سوچتا بھی نہیں
میرے معصوم بچے مرے پاس ہیں
سن کے مجھ سے مرے درد کی داستاں شکوۂ دوستاں
مسکراتے ہیں سب
اور زمانے سے لڑنے کو تیار ہیں
ایک دو بھی نہیں چار معصوم ہیں۔

ان کی آنکھوں میں پاکیزگی صبح کی
ان کے ہونٹوں پہ ہے تازگی دودھ کی
ان کے چہروں پہ معصومیت جلوہ گر
ایک کہتا ہے غالبؔ سے میں کم نہیں
ایک کا دل ہے آزادؔ و نہروؔ کا جذبہ لئے
ایک کہتی ہے جھانسیؔ کی رانی ہوں میں
سب سے چھوٹی جو ہے الاماں الحذر
ان کی اس شان کو
ان کی اس آن کو
دیکھنے کی تمنّا میں، میں جاں بلب
زیست اور موت کی کشمکش میں سہی
اپنے بچوں کے یہ حوصلے دیکھ کر
دل جو رکنے کو تھا پھر دھڑکنے لگا
میرا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا
موت کا سایہ ڈھلنے لگا

○

نوید

(نورِ چشمی انور سلمہٗ کے نام....)

مشرق میں سکوں ہے نہ مغرب میں آرام سے ہے انسان کہاں
آلامِ جہاں تو کیا جانے اے راحتِ دل اے راحتِ جاں

خفرانِ جہاں کو لے ڈوبی چاندی کی چمک سونے کی دمک
تقدیس کے پردوں میں ہر دم بکتا ہی رہا ایمان یہاں

خاموش ہوئی یہ کس نے کہا روشن ہے ابھی نارِ نمرود
ہاں بخشنے ہونگے "آدم نو" تجھ کو تو کئی گلزار یہاں

کیا بات ہے جانے کیوں سب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے
دل گیر ہے دل آزار نہیں یکتا یہ ترا اندازِ بیاں

لب بستہ

سینے میں حرارت رکھتے ہیں
آنکھوں میں تمازت رکھتے ہیں

توحیدِ مقدس کی دل میں
پاکیزہ امانت رکھتے ہیں

کس طرح بتائیں محفل میں
کیا کیا ہیں ارادے اس دل میں

ہم چھان بھی لیں گے بحر و بر
اے دوست تلاشِ منزل میں

ہم عزم و یقیں کے پروانے
ہم امن و اماں کے دیوانے

ہم زہد ملا کش ہیں یکتا
خود کھنچ آئیں گے میخانے

مرکز سے اگر ہوں وابستہ
ظلمات میں چمکے گا رستہ

جو کرنا ہے کر ڈالیں گے
اب ہم نہ رہیں گے لب بستہ

ترغیب

اور بھی قوتِ پرواز بڑھانی ہوگی
مہ و انجم سے پرے ہے تیری منزل اے دوست

خلق کے روندے ہوئے دہر کے ٹھکرائے ہوئے
لوگ ہیں چند ہی زینتِ محفل اے دوست

کر عزائم میں ذرا اور بلندی پیدا
راہِ پرپیچ سے بے خوف گذرنے کے لئے

تیغ ہاں تیغِ خوں آشام اٹھانی ہوگی
محفلِ زیست کی رونق کو بڑھانے کے لئے

ہاں سنبھل عرش کی زنجیر ہلانا ہوگا
حالِ مخلوق کا خالق کو سنانا ہوگا۔

○

مشاہدہ

بے درد ہے بے درد ہے بے درد ہے دنیا

جینے کا ہے خواہاں کوئی بیزار کوئی ہے
مفلس ہے کوئی اور یہاں زردار کوئی ہے
معصوم ہے کوئی تو گنہگار کوئی ہے
ظالم ہے کوئی اور یہاں خونخوار کوئی ہے

بے درد ہے بے درد ہے بے درد ہے دنیا

○

اب شعلوں کا ناچ نہ ہوگا

(فرقہ وارانہ فسادات سے متاثر ہوکر)

امن کی نگری
میرے وطن میں
کیسے پھوٹے
آگ کے شعلے
خون کے دھارے
کِس پاپی نے
پیار بھری نگری میں آکر
پیار کے ناطے رشتے توڑے
ماؤں کے سکھ چین کو لوٹا
بہنوں کا سیندور مٹایا
کالی پوت کے سندر لچھّے کس نے چھینے

ہندو مسلم سکھ عیسائی
آپس میں تھے بھائی بھائی
کس پاپی نے
پیار کا جھوٹا ڈھونگ رچا کر
نفرت کی اک شمع جلائی
بستی بستی آگ لگائی
بازاروں میں دھول اڑائی
چیخوں کا طوفان اٹھا کر
پیار بھری نگری کو لوٹا

ہندو مسلم سکھ عیسائی
جاگ اٹھے ہیں سارے بھائی
پیار بھری نگری میں اپنی
کوئی پاپی آنہ سکے گا
نفرت کی شمع نہ جلے گی
اور
شعلوں کا ناچ نہ ہوگا۔

○

قطعات

کہا جب لبیک فرمانِ حق پر
لقب ان کو خلیل اللہ ملا ہے
رہے گا نام روشن تا قیامت
اطاعت کا صلہ ایسا ملا ہے

عیدِ قرباں

عیدِ قرباں کا ہے یہی پیغام
سر جھکا دیں اطاعتِ حق میں
بات ایثار کی اگر نکلے
گھر لٹا دیں اطاعتِ حق میں

○

عظمتِ وطن

جہاں کہیں بھی رہو تم دکن کی بات کرو
وطن عزیز ہے یارو وطن کی بات کرو

جہاں خلوص و محبت کے پھول کھلتے ہیں
وہی ہے ارضِ دکن اس چمن کی بات کرو

○

زخمِ دنیا

لوگ جینے کے ہیں خواہاں انہیں جینے دو میاں
عمرِ مفلوج کے زہراب کو پینے دو میاں
عیش و عشرت میں بہت عمر کٹی ہے انکی
زخمِ دنیا کے ذرا اب انہیں سینے دو میاں

○

آؤ بھاگ چلیں

توہّمات کا آدم غلام ہے اب تک
توہّمات کی دنیا سے آؤ بھاگ چلیں
بلندیوں پہ پہنچ کر بھی خوفِ پستی ہے
حصارِ طور سے سینا سے آؤ بھاگ چلیں

○

دشمنِ جاں

دشمنِ جاں کو یار کیوں سمجھا
اس کی نفرت کو پیار کیوں سمجھا
کچھ نہ آیا سمجھ میں اے یکتا
میں خزاں کو بہار کیوں سمجھا

○

نہیں معلوم

○

کیا ہوئی تھی خطا نہیں معلوم
کیا ملے گی سزا نہیں معلوم
نہیں یکتاؔ خدا رسیدہ تو
کب ہے روزِ جزا نہیں معلوم

○

داغِ دل

بجھ گئیں ہیں شمعیں جو ان کو جلا سکتا نہیں
داغ جو دل پر لگا ہے وہ مٹا سکتا نہیں
ابتداء کی عشق کی اور انتہا میں مر مٹا
پا چکا ہوں اک صلہ کہ دل لگا سکتا نہیں

◎

۶۵

شغلِ صبح و مسا

نام میں صبح و مسا اس کا لیا کرتا ہوں
اسی اک شغل میں اے دوست رہا کرتا ہوں
ایک، وہ ہیں کہ نہیں ان کو مری کچھ پروا
ایک میں ہوں کہ فقط ان پہ مرا کرتا ہوں

○

اہتمامِ خزاں

پھر چمن میں ہے اہتمامِ خزاں
چار دن کی بہار ہے شائد
موت کو دے رہا ہے وہ ترجیح
زندگی سوگوار ہے شائد

○

خرابیٔ قسمت

ٹھوکریں دربدر کی کھاتا ہوں
میری قسمت خراب ہے شائد
دل جلانے لگے ہیں یکتا کا
ایسا کرنا ثواب ہے شائد

○

راہِ ہدایت

ان حوادث سے زمانے کے ڈرے کون ندیم
بگڑی تقدیر ہماری وہ بنانے سے رہے
باز آتا ہی نہیں اپنے کئے سے یکتاؔ
اس کو ہم راہِ ہدایت کی دکھانے سے رہے

○

دل کی باتیں

یاد وہ جب کبھی بھی آتے ہیں
ہم تو دنیا کو بھول جاتے ہیں
دل کی باتیں تو حضرتِ یکتا
چند لمحوں میں تاڑ جاتے ہیں

ڈر جائیں انقلاب سے

شامل ہمارے حال پہ تیرا کرم رہے
گر منحرف ہے ہم سے زمانہ تو غم نہیں
جب چاہیں پھیر سکتے ہیں دنیا کے رخ کو ہم
ڈر جائیں انقلاب سے ایسے تو ہم نہیں

قطعہ تاریخِ ولادت

فضلِ رب سے عطا ہوا فرزند
اب تو بر آ گئے دلی ارماں
عیسوی سال میں میاں یکتا
فکرِ تاریخ ہے رخِ رخشاں
۱۹۵۱ء

ہلالِ خوبصورت

ادا کر اب خدا کا شکریہ تا
دو بالا ہو گئی ہے ہر مسرت
سنِ ہجری ذی الحج چوبیسویں کو
نظر آیا ہلالِ خوب صورت

قطعۂ تاریخ ولادت محمد احمد انور

غزلیات

غزل

بنا رہا ہے کیوں اپنے گلے کا ہار مجھے
گِرا نہ دے کہیں نظروں سے اتنا پیار مجھے

ہجوم شوق ٹھہر اب نہ یوں سنوار مجھے
کہ انتخاب نہ کر لے نگاہِ یار مجھے

میں تجھ سے دور ہوا پر تجھے بھلا نہ سکا
ترا خیال ہی آتا ہے بار بار مجھے

خیالِ خام ہے تیرا کہ تجھ سے ہوں میں دور
ترے قریب ہوں جی چاہے جب پکار مجھے

بہار میں بھی میں کھل کر نہ ہنس سکا یکتا
خزاں کا خوف دلاتی رہی بہار مجھے

○

غزل

اب آرزو ہے الٰہی کہ وہ مقام آئے
یہ زندگی بھی کسی زندگی کے کام آئے

اندھیری شب میں اجالوں کو ڈھونڈنے والے
کسے خبر کہ کہاں تیرگی کے کام آئے

ہزار بار ہمیں اپنا فرض یاد آیا
ہزار بار محبت بھرے پیام آئے

ہمیں تو کشمکش روزگار نے مارا
نہ ہم چمن کے ہوئے اور نہ زیرِ دام آئے

کسی کی بزم کو یہ آرزو مدام رہی
غزل سرائی کو یکتاؔ سا خوش کلام آئے

غزل

نہ گلوں میں ہے وہ شگفتگی نہ ہی رنگ ہے وہ بہار کا
نہ تڑپ رہی نہ کسک رہی نہ وہ روپ ہے دل زار کا

مرے آشیانے کی رونقیں لٹیں ہائے وہ بھی بہار میں
یہ ستم ہے اے مرے ہم نشیں یہ ستم ہے برق و شرار کا

وہی صبح و شام کی الجھنیں وہی روز روز کے وعدے
نہ یقین تھا نہ رہیگا اب ہمیں ان کے قول و قرار کا

وہ رہینِ مشق ستم رہا وہ ہزار رنج و الم سہا
پہ جمال اور نکھر گیا خدا جانے کیوں رُخِ یار کا

وہ جو دور تھے تو سکون تھا مجھے میرے اجڑے دیار میں
وہ ملے ہیں جب سے اتر گیا نشہ تھا جو صبر و قرار کا

○

غزل

کب سے منتظر ہیں ہم اپنا جام چھلکانے
تیرگی فضاؤں کی کب چھٹے خدا جانے

آپ چھیڑتے کیوں ہیں تذکرے بہاروں کے
مشتعل نہ ہو جائیں پھر کہیں یہ دیوانے

ان کی داستانوں کو لوگ بھول جاتے ہیں
جن کے جام اٹھانے سے جاگتے تھے میخانے

زعم پارسائی تھا آپ کیسے پی بیٹھے ؟
کھنچ کے خود بہ خود شاید آگئے تھے پیمانے

نیکیوں کی اجرت کیا نیکیوں کا بدلہ کیا
کیا بتائیں لوگوں کو کیا دیا ہے دنیا نے

کچھ فضا بھی اچھی ہے کچھ ہوا بھی ٹھنڈی ہے
آؤ مل کے پی لیں ہم پھر ہو کیا خدا جانے

دیکھ کر گلستاں میں خشک برگ و گُل یکتا
یاد آ گئے ہم کو کچھ حسین افسانے

غزل

اے وہ زلف و خم کے شیدا ذرا تو بھی اب بدل جا
یہ جہاں بدل گیا ہے وہ حکایتیں نہیں ہیں

تیری ہر نظر میں شامل ہے ادائے بے نیازی
وہ نوازشیں نہیں ہیں وہ عنایتیں نہیں ہیں

بڑے معرکوں سے گذرے ترا آستاں نہ چھوڑے
یہ مقام شکر کا ہے کہ شکایتیں نہیں ہیں

وہی روز و شب ہیں یکتا وہ رتے ہے اور وہی رنگ
جو نوید جاں فزا تھیں وہ لطافتیں نہیں ہیں

غزل

کسی کی تمنّا کیے جا رہا ہوں
غموں کے سہارے جیئے جا رہا ہوں

نگاہِ کرم ہو ادھر بھی تو ساقی
کہ میں آنسوؤں کو پیئے جا رہا ہوں

ابھی یاد ہے مست نظروں کی دنیا
اسی دھن میں اب تک جیئے جا رہا ہوں

جفا پر جفا وہ کیے جا رہے ہیں
میں پیہم وفائیں کیے جا رہا ہوں

○

غزل

بے وفا تجھ کو پیار کرتا ہوں
زندگی سوگوار کرتا ہوں

جوشِ وحشت ہے یا کمالِ جنوں
اشک رنگیں نثار کرتا ہوں

دل کے اجڑے ہوئے گلستاں میں
آرزوئے بہار کرتا ہوں

خونِ ارماں سے سن ندیم ہر سے
دل پہ نقش و نگار کرتا ہوں

دلِ یکتا تو تیرا ہو ہی گیا
اس لئے اعتبار کرتا ہوں

○

غزل

دلِ ناتواں کو دُکھانے سے حاصل
ستائے ہوئے کو ستانے سے حاصل

مٹانا ہے آساں بنانا ہے مشکل
تو پھر خانۂ دل کو ڈھانے سے حاصل

جنوں بھی ہے کم اور وحشت بھی کم ہے
تو پھر چند آنسو بہانے سے حاصل

سہارا تسلّی کا وہ بن رہے ہیں
مرے داغِ دل کو مٹانے سے حاصل

سنا غیر پر جان دیتا ہے یکتاؔ
اسے لاکھ اپنا بنانے سے حاصل

○

غزل

اُدھر جو ڈھلکا اُن کا آنچل
اِدھر لو بڑھ گئی دل کی ہل چل

اچھی نہیں دزد دیدہ نگاہی
پھیل نہ جائے آنکھ کا کاجل

ان کا اک عالم قائل ہے
اپنا بھی اک عالم قائل

مست و مگن ہیں جو بے زر ہیں
اور زر والے بے کل بے کل

تیرے دعوائے سخن کا
کون نہیں ہے یکتا قائل

○

غزل

بدلا ہے یوں رنگِ عالم
آدم سے بیزار ہے آدم

انساں کے غمناک سروں میں
گم ہے طوطی کا بھی ترنم

خوں اترے گا اس کی نظر میں
دیکھے گا جو کرب کا عالم

ظالم کی شیرازہ ہستی
ہو جائے گی درہم برہم

انساں کے کرتوت سے یکتا
کانپ اٹھا ہے عرشِ اعظم

غزل

یہی کہہ رہی ہے کسی کی جوانی
کہ پُر کیف بن کر رہے گی کہانی

مِری داستاں کیا سناتا ہے قاصد
سنا چاہتا ہوں انہی کی زبانی

ہر اک ذرّہ ذرّہ ہے بے چین اس جا
میسّر کسے ہے یہاں شادمانی

ذرا سنتے ہی ہوش اڑنے لگے ہیں
ابھی داستاں اور بھی ہے سنانی

کسی نے کہا ہے یہ کیا خوب یکتاؔ
جوانی دِوانی، دِوانی، دِوانی

غزل

رگ و پے میں سما رہے ہو تم
میری دنیا پہ چھا رہے ہو تم

آج کیا مسکرا رہے ہو تم
دل پہ بجلی گرا رہے ہو تم

کرکے نظارۂ نگاہِ ناز
دل کو میرے چرا رہے ہو تم

میرے ناشاد دل کو شاد کرو
غیر کو کیوں ہنسا رہے ہو تم

زندہ در گور کرکے یکتا کو
خوب دل کو جلا رہے ہو تم

○

غزل

گذارنی ہیں زیست کی ابھی تو چند ساعتیں
یہ رنج و غم ہنسی خوشی مزے مزے کی آفتیں

جنوں کا پاسباں بنا امینِ رنج و غم بنا
کچھ اور ہوں نوازشیں کچھ اور ہوں عنایتیں

سکوں میسّر آج تک نہ آسکا مجھے کبھی
مگر خدا کا شکر ہے کبھی نہ کیں شکایتیں

یہ رنج و غم یہ سوز و ساز یہ سرد آہِ دل خراش
درِ حضور سے یہی عطا ہوئیں امانتیں

نگاہِ برقؔ کی قسم ہوں مبتلائے رنج و غم
نہ راس آئیں آج تک جہاں کی مجھ کو راحتیں

○

غزل

ہم تو نظرِ کرم کے طالب ہیں
دوستی کیا ہے دشمنی کیا ہے

"دل گیا رونقِ حیات گئی"
بجھ گیا دل تو زندگی کیا ہے

جب حقِ بندگی ادا نہ ہوا
بندہ کیسا وہ بندگی کیا ہے

لمحہ لمحہ جو لوگ لوٹے ہیں
ان سے پوچھو کہ دل لگی کیا ہے

غم کا حاصل خوشی ہے اے یکتاؔ
گر نہ ہو غم تو پھر خوشی کیا ہے

○

غزل

پیرانِ طریقت سے ملے بات ہوئی ہے
رندانِ خرابات کو پھر مات ہوئی ہے

وہ بات جو سمجھی نہ گئی اہلِ خرد کی
وہ بات ہی بس باعثِ آفات ہوئی ہے

آسائشِ دوراں کی طلب ہے نہ تڑپ ہے
کیوں گردشِ دوراں یہ مرے ساتھ ہوئی ہے

وہ رندِ خرابات ہے یکتا سے نہ پوچھو
دن کیسے کٹا اور کہاں رات ہوئی ہے

○

غزل

بے تابیٔ دل کا ہم شکوہ اے گردش دوراں کیا کرتے
جب غنچۂ دل ہی کھل نہ سکا تعریفِ گلستاں کیا کرتے

جو درد دیا ہے تم نے ہمیں اس درد سے راحت ملتی ہے
جس درد سے راحت حاصل ہو اس درد کا درماں کیا کرتے

ساحل کا پانا سہل نہیں یہ مان لیا میں نے لیکن
طوفان سے ٹکرانے والے اندیشۂ طوفاں کیا کرتے

جب رونقِ محفل کوئی نہیں محفل کو سجاتے سے حاصل
ان ویراں ویراں آنکھوں میں ہم جشنِ چراغاں کیا کرتے

امیدِ بہاراں الیسوں سے اے حضرتِ یکتا کیوں کر ہو
جو پھول کا دامن سی نہ سکے تنظیمِ گلستاں کیا کرتے

غزل

آدابِ محبّت کے قرباں ہونٹوں پہ غم و آزار نہیں
ہم دردِ مجسم ہیں لیکن چہرے پہ کہیں آثار نہیں

اس رنگ بدلتی دنیا میں ہم رنگ جما کر دکھلا دیں
کچھ لوگ سمجھتے ہیں یارو ہم لوگ ابھی ہشیار نہیں

کل جن کو سمجھتے تھے ذرّے ہیں آج وہی خورشیدِ فلک
یہ حاصل جہدِ مسلسل ہے انعامِ جہاں خوار نہیں

ہر دور میں زندہ رہنے کے آداب یقیناً ہوتے ہیں
اس دور میں یوں ہی جی لینا لوگوں کیلئے دشوار نہیں

کیا بات تھی جانے کیوں ان کی آنکھوں میں مچل اٹھے آنسو
اندازِ بیاں تیرا یکتا، دل گیر ہے، دل آزار نہیں

○

غزل

بانٹ لیں ہم اگر غمِ انساں
باغِ انسانیت نہ ہو ویراں

ہیں کہاں مرشدانِ خوش اطوار
بک رہا ہے ٹکے ایماں

اب نہ دے گی سحر کبھی دھوکا
جاگ اٹھا ہے خواب سے انساں

تھی جہاں کل بہار سی رونق
باغ وہ آج ہو گئے ویراں

وہ نہیں ہیں تو یاد ہے ان کی
خلوتِ دل میں آج کل مہماں

ان کا ہر اک ستم ہے یکتا پر
کون ہے اور خوش نصیب یہاں؟

○

غزل

زر دار کا جہاں میں ٹھکانہ ہے آج کل
مفلس کی زیست و موت فسانہ ہے آج کل

بدلی ہوئی ہے ایسی زمانے کی کچھ ہوا
سونا بھی موت ہی کا بہانہ ہے آج کل

اپنی سنے گا کون سنائیں گے کس کو ہم
خود دل کا حال دل کو سنانا ہے آج کل

کُو کُو ہے کوئلوں کی پپیہے کی پی پی بھی ہے
موسم بھی کس قدر یہ سہانا ہے آج کل

کس طرح سے گذرتی ہے یکتا میں کیا کہوں
تیرِ نظر کا دل ہی نشانہ ہے آج کل

غزل

تجھے جذبِ دل آزمانے کی خاطر
نہ جائیں گے ان کو منانے کی خاطر

قیامت ہے غم سہہ کے خاموش رہنا
فقط اک تبسم سے مسکرانے کی خاطر

سبب مسکرانے کا پوچھا جو میں نے
کہا دل پہ بجلی گرانے کی خاطر

کیا زندگانی کو برباد ہم نے
تمہاری ہی دنیا بسانے کی خاطر

زمانے سے یکسر جو بگڑا ہوا ہے
انہیں صرف اپنا بنانے کی خاطر

غزل

کب تک یہ تقدیر کا شکوہ جاگ بھی جا اے غافل انساں
چھوڑ بھی دے اوہام پرستی توڑ بھی دے قسمت کے زنداں

فصل بہاراں آئی تو کیا ہے اپنے گھر کا حال وہی ہے
کیسے چھیڑیں راگ خوشی کا کیسے منائیں جشنِ چراغاں

میرے بھوکے ننگے ساتھی قدر تیری کیا کر سکتا ہوں
میں بھی بھوکا تو بھی بھوکا میں بھی حیراں تو بھی حیراں

رہبر ملک و ملت جن کو کہتی آئی ہے یہ دنیا
اپنے سکوں کی خاطر اب وہ بیچ رہے ہیں عقل و ایماں

کل تک جن کو حضرتِ یکتاؔ، یکتائی کا دعویٰ سا تھا
آج وہ غیروں کو اپنا کر بھول چکے ہیں عہد و پیماں

○

غزل

ظلمتوں میں ہے ہر سو بشر
کیسے کرلوں یقینِ سحر

راہ کتنی ہے یہ پُر خطر
لاکھ قاتل ہیں ہر موڑ پر

چھوڑ کر آستاں کو ترے
ہم بھٹکنے لگے در بدر

میں نہ اچھا ہوا، تھک گئے
کرکے لاکھوں جتن چارہ گر

اپنے سجدے ہی بے ذوق ہیں
کیا رہے گا دعا میں اثر

جاگ اُٹھے ہیں ہم خواب سے
اب تو دھوکا نہ دے گی سحر

اپنے مٹنے کا کچھ غم نہیں
تیری رسوائیوں کا ہے ڈر

حال یکتا کا سب پر عیاں
اور یکتا میاں بے خبر

○

غزل

لُٹ گئے ہم سرِ محفل تو وہ ہنستے ہی رہے
لوگ کیسے ہیں یہ پتھر کا جگر رکھتے ہیں

ایک ہم ہیں کہ ہمیں اپنی خبر تک ہی نہیں
ایک وہ ہیں کہ دو عالم کی خبر رکھتے ہیں

سادہ لوحی میں کٹی عمر ہماری یارو
لوگ ایسے بھی ہیں جو گہری نظر رکھتے ہیں

جی رہے ہیں میاں یکتا بھی بقولِ اختر
"ہم جو زندہ ہیں تو جینے کا ہنر رکھتے ہیں"

○

غزل

اب وہ فرہاد کہاں قیس کہاں ہے یارو
حسن بازار میں بکتا ہے کتابوں کی طرح

کون اچھا ہے برا کون ہے ان میں یارو
ہم تو پڑھ لیتے ہیں چہروں کو کتابوں کی طرح

زندگی اتنی تو ارزاں نہ تھی اس سے پہلے
ٹوٹ جاتے ہیں یہ کیوں لوگ حبابوں کی طرح

دورِ حاضر کی ہے یہ دین، خدا خیر کرے
لوگ جو بٹ گئے خانوں میں حسابوں کی طرح

ایک عالم کی تمنّا ہے یہ یوسف یکتا
آپ کھلتے ہی نہ ہیں سرخ گلابوں کی طرح

○

غزل

بڑی خراب ہے دنیا بڑے خراب ہیں لوگ
ہمارے واسطے سب باعثِ عذاب ہیں لوگ

قدم قدم پہ ہیں دھوکے قدم قدم پہ فریب
ذہین چاہیئے قاری کھلی کتاب ہیں لوگ

دلوں میں زہر ہے جن کے سخن میں شیرینی
نہیں ہیں گنتی کے ایسے تو بے حساب ہیں لوگ

کبھی غریب کی کوئی خبر نہیں لیتے
ہمارے شہر میں جو صاحبِ نصاب ہیں لوگ

جنابِ یکتاؔ کی باتیں عجیب باتیں ہیں
خراب [illegible] ہی ہیں یارو کہاں خراب ہیں لوگ

غزل

چمن میں اپنے نہ آئی بہار برسوں سے
خزاں سے اس لئے کرتے ہیں پیار برسوں سے

دھواں دھواں ہے ہر اک سمت دیکھئے کیا ہو
سلگ رہا ہے دلِ داغدار برسوں سے

عجیب بات ہے اس نے بھی پھیر لی نظریں
وہ ایک شخص جو تھا یارِ غار برسوں سے

حبیبؐ پاک کے صدقہ میں بخش دے یا رب
گنہگار ہیں ہم شرمسار برسوں سے

ہم اس کو حضرتِ یکتاؔ سنبھال رکھتے ہیں
مچل رہا ہے دلِ بیقرار برسوں سے

○

نذرِ یوسف ہستی مرحوم

غزل

ہے سچ مچ یہ جینا یا کہ جینے کا ہرجانہ ہے
دن فٹ پاتھ پہ شب مسجد میں کوئی گھر نہ ٹھکانہ ہے

کون انہیں سمجھائے یارو کیسے ہیں دیوانے لوگ
ہوش کی باتیں کرتا ہوں تو کہتے ہیں دیوانہ ہے

یوسف یکتاؔ یوسف ہستیؔ دو قالب پر اک جاں ہیں
میں بھی اس کا دیوانہ ہوں وہ بھی میرا دیوانہ ہے

یوسف یکتاؔ سے تو یارو ہم بھی کچھ کچھ واقف ہیں
کچھ کہتے ہیں دیوانہ ہے کچھ کہتے ہیں سیانہ ہے

سنت کبیر کی باتیں یکتاؔ کیسی سچّے کی باتیں ہیں
"یہ دنیا کاگج کی پڑیا بوند پڑے گھل جانا ہے"

غزل

بزم مے سجتی ہے اور ذکرِ بتاں ہوتا ہے
رات بڑھتی ہے تو ہر زخم جواں ہوتا ہے

جانے کیا بات ہے بھر جاتی ہیں آنکھیں سب کی
قصۂ دردِ مرا جب بھی بیاں ہوتا ہے

اہلِ دل اہلِ نظر ہی تو تڑپ جاتے ہیں
حال مفلس کا کہاں سب پہ عیاں ہوتا ہے

بات اس طرح وہ کرتے ہیں کھلتی ہی نہیں
جانے کیوں غیروں پہ اپنوں کا گماں ہوتا ہے

ڈھونڈتے پھرتے ہیں یکتاؔ کو غزل کی خاطر
دھوم مچ جاتی ہے یاروں پہ جہاں ہوتا ہے

○

غزل

قدم قدم پہ گرا ہوں تمہیں پکارا ہوں
برا بھلا ہوں میں جیسا بھی ہوں تمہارا ہوں

مرے وجود سے رونق ہے بزم عالم میں
قسم خدا کی خدائی کا اک سہارا ہوں

حوادثاتِ دو عالم ہوا نہ دو مجھکو
بھڑک نہ جاؤں کہیں میں بھی اک شرارا ہوں

مہ و نجوم سے بڑھکر مقام ہے میرا
کسی کی آنکھ کا ٹوٹا ہوا ستارہ ہوں

سکونِ قلب و نظر کے لئے میاں یکتاؔ
تڑپ تڑپ کے میں عمرِ رواں گذارا ہوں

○

غزل

غم دے کے خوشی لینے کو تیار نہیں ہوں
"بازار سے گذرا ہوں خریدار نہیں ہوں"

عسرت میں گذرتی ہے گذر جانے ہی دیجئے
آسائش دوراں کا طلب گار نہیں ہوں

سایہ کی طرح ساتھ ہیں کیوں اہل سیاست
تھامے ہوئے ہاتھوں میں، میں تلوار نہیں ہوں

کیوں لوگ سر آنکھوں پہ بٹھا لیتے ہیں یکتا
مجروح نہیں غالب و سردار نہیں ہوں

○

غزل

وہ بھی تیرا ساتھی ہے میں بھی تیرا ساتھی ہوں
ایک کا تو دشمن ہے ایک کا ہے شیدائی

اب تو یوں وہ ملتا ہے جیسے غیر ملتے ہیں
رہی ہے آپس میں مدّتوں شناسائی

روئے یار جی بھر کر دیکھنے کا ارماں تھا
آج کیوں خدا جانے اپنی آنکھ بھر آئی

جب سکون ملتا ہے چند شعر ہوتے ہیں
ہو رہی ہے یوں اپنے ذوق کی پذیرائی

کون ہے نہیں واقف آپ سے میاں یکتا
آپ کے تو کیا کہنے آپ تو ہیں ہرجائی

غزل

ہیں کہیں رنج والم اور کہیں رقص وسرور
میرے معبود نرالا ہے جہاں کا دستور

اب تو احساس کی زنجیر ہلی جاتی ہے
آج بیدار ہوا خواب سے انساں کا شعور

غرق کرنے کے لئے کشتئ ظلم و آلام
بن کے طوفانِ اجل اٹھے ہیں سارے مزدور

کیسی تقسیم ہے تقدیر ہے کیا بات ہے یہ
تیرا بندہ کوئی مختار ہے کوئی مجبور

تیرگی چھا ہی گئی دورِ کہن پر یکتا
ہو رہا ہے نئی دنیا نئے آدم کا ظہور

○

غزل

جن کے دامن بھرے تھے پھولوں سے
ان کے پہلو میں خار کیسے ہیں

سنتے ہیں شہر ہو گئے مسمار
بزرگوں کے مزار کیسے ہیں

جن کے دم سے تھی گرمیٔ بازار
وہ غریب الدیار کیسے ہیں

کیا وہی آن بان باقی ہے
وہ مرے شہر یار کیسے ہیں

جان یکتا پہ جو چھڑکتے ہیں
وہ مرے یار غار کیسے ہیں

○

غزل

بڑے بھرم سے اٹھاتے ہیں تشنگی کا بھرم
جنابِ شیخ کو ہم دو بدو نہیں کرتے

ٹھہر ٹھہر کے سہی ہم قدم بڑھاتے ہیں
وہ اور ہوں گے جو کچھ جستجو نہیں کرتے

تم اپنا کہہ کے سرِ دار کھینچتے کیوں ہو
جو اپنے ہیں انہیں بے آبرو نہیں کرتے

وہ روبرو تو مرے آ کے بیٹھ جاتے ہیں
نظر ملا کے کبھی گفتگو نہیں کرتے

جنابِ یکتاؔ کا ہم احترام کرتے ہیں
ہم ان سے بات کبھی دو بدو نہیں کرتے

غزل

کیسے یہ روز و شام اے ساقی
نہ ہی مے ہے نہ جام اے ساقی

یاد کرتا ہوں عہد ماضی کو
روتا ہوں صبح شام اے ساقی

پی کے بہکوں یہ میرا ظرف نہیں
یہ نہیں میرا کام اے ساقی

فکرِ فردا عبث تو کرتا ہے
آج دے دے تمام اے ساقی

گر نہ جائے کہیں ترا کیتا
تھام ہاں اس کو تھام اے ساقی

○

غزل

اہلِ دل اہلِ فن اہلِ ثروت سے ملے
لوگ جتنے ملے بے مروّت سے ملے

ہوش جب سے سنبھالے پریشان ہیں
اب خدا جانے کب ہم کو راحت سے ملے

کیسا دستور ہے آپ کی بزم کا
پیار والفت کے بدلے میں نفرت ملے

عمر ساری گذاری اسی کھوج میں
کوئی ایسا ملے جس سے فطرت ملے

آرزو ہے کہ یکتا مرے شہر میں
فن کو اور اہلِ فن کو بھی عظمت سے ملے

غزل

جب کبھی ہم پر بلائیں آئیں
یاد تب ساری دعائیں آئیں

سر کے حقدار تو ہوئے سردار
میرے حصہ میں ردائیں آئیں

چند لمحے وہ مرے ساتھ رہا
دور تک اس کی صدائیں آئیں

وہ جو گونگے تھے لوگ ان کو بھی
بات کرنے کی ادائیں آئیں

ہر مصیبت کی گھڑی میں یکتا
کام بس ماں کی دعائیں آئیں

غزل

ہاتھوں میں میرے آگیا اس ماہ رو کا ہاتھ
دشوار تھے جو مرحلے آسان ہو گئے

یاروں کا ذکر چھوڑیئے اپنے غنیم بھی
سن کر ہمارا حال پریشان ہو گئے

جو جاں نثار تھے مرے جو یارِ غار تھے
افتاد مجھ پہ جب پڑی انجان ہو گئے

دشمن بھلے تھے تھام لئے تھے وہ میرا ہاتھ
پہونچے حضورِ دوست پریشان ہو گئے

ہم کیوں نہ ان کے جہدِ مسلسل کی داد دیں
صحرا نورد لوگ بھی سلطان ہو گئے

اللہ کی شان دیکھیئے پچیس[۲۵] سال بعد
یکتا میاں بھی صاحب دیوان ہو گئے

غزل

قلم کے ہم ہیں وارث ہم کو دیجے
عدو کے ہاتھ میں تلوار دینا

سخاوت کا بھرم کھلنے نہ پائے
جو دینا ہو پسِ دیوار دینا

وہ جانے والے ہیں اب میکدے سے
جنابِ شیخ کو زنّار دینا

نگاہِ لطف کیوں اغیار پر ہے
ادھر بھی کچھ مرے سرکار دینا

ہم اپنی زندگانی وار دیں گے
ذرا سا تم خلوص و پیار دینا

جہانِ رنگ و بو میں کھوگیا ہے
میاں یکتاؔ کے گھر بھی [illegible]

غزل

کہیں ہے جشنِ بہاراں کہیں ہے شورِ فغاں
عجیب حال خدایا تیرے جہان میں ہے

ملا ہے ورثہ میں مجھکو یہ ذوقِ شعر و سخن
علوم و فن کا خزانہ مرے مکان میں ہے

عجب سکون، دلِ مضطرب کو ملتا ہے
نہ جانے کونسا جادو، ترے بیان میں ہے

یہ اور بات ہے تم نے اسے پڑھا ہی نہیں
تمہارا تذکرہ جو میری داستان میں ہے

کسی نے کی تھی نصیحت میاں سنبھل کے چلو
وہ بات آج بھی یکتا مرے دھیان میں ہے

غزل

پیار، الفت کا ایسا بھی اک دور تھا
فاصلہ کچھ نہ تھا دو مکانوں کے بیچ

لاشیں جلتی رہیں شعلے اٹھتے رہے
جنگ ہوتی رہی دو دوانوں کے بیچ

دورِ حاضر میں بس یہ ترقی ہوئی
لوگ اڑنے لگے آسمانوں کے بیچ

رخ سے اپنے جب اس نے الٹ دی نقاب
ایک ہالہ پڑا چاند تاروں کے بیچ

شعر سننے سنانے کو یکتا میاں
بیٹھ جاتے ہیں اکثر جوانوں کے بیچ

○

غزل

وفا شعار ہیں ہم کچھ تو اعتبار کرو
یقین کا آس کا دامن نہ تار تار کرو

خزاں بہار رہے گا ہے بہار خود ہے خزاں
خزاں کا خوف کرو یا غمِ بہار کرو

بڑھے گی بات جو تم نے بھی پھیر لیں نظریں
ستم رسیدہ ہیں ہم لوگ ہم سے پیار کرو

قرار پاؤں گا یارو تو ٹوٹ جاؤں گا
سکوں عطا نہ کرو مجھ کو بیقرار کرو

حصارِ ذات میں گھر جاؤ گے سدا کے لئے
تم اپنے آپ سے یارو نہ اتنا پیار کرو

ہے ذکرِ دوست ہی وصلِ حبیب اے یکتاؔ
قدم قدم پہ ہر اک لمحہ ذکرِ یار کرو

غزل

نیک طینت جو انسان ہے
ہر گھڑی وہ پریشان ہے

دیکھ لو اپنے بیمار کو
چند لمحوں کا مہمان ہے

ایک ٹھوکر لگی مر گئے
کس قدر موت آسان ہے

جس کے بس میں ہیں دونوں جہاں
زندگی اس پہ قربان ہے

قلبِ مضطر میں یکتا مرے
آرزو ہے نہ ارمان ہے

○

جان جائے مگر ایمان نہ جائے بابا
اپنے کردار پہ اب آنچ نہ آئے بابا

یاس و حرماں ہی میں یہ عمر رواں گذری ہے
آج تک بھی کوئی انعام نہ پائے بابا

دنیا یہ بہری ہے سب لوگ یہاں گونگے ہیں
وہ ہے ناداں جو یہاں شعر سنائے بابا

غزل

ذرا خنجر چلا کر دیکھ لیجئے
ہمیں بھی آزما کر دیکھ لیجئے

سر آنکھوں پر بٹھا لے گی یہ دنیا
ہمیں اپنا بنا کر دیکھ لیجئے

نظریں کھل اٹھیں گے پھول لاکھوں
ہمارا خوں بہا کر دیکھ لیجئے

گریں گی بجلیاں لاکھوں ہزاروں
ذرا پھر مسکرا کر دیکھ لیجئے

چلے آئیں گے دعویدار لاکھوں
گھروندہ اک بنا کر دیکھ لیجئے

ابھی کچھ لوگ ہیں سر دھننے والے
غزل یکتا کی گا کر دیکھ لیجئے

○

غزل

غم و آلام کی ہر آنچ میں تپنا ہوگا
دل کو آئینہ بنانا کوئی آسان نہیں

میں تو قانع ہوں مجھے چھوڑ دے حالت پہ مری
مجھ کو اب شکوۂ کوتاہیٔ داماں نہیں

کیف و مستی میں رہا کرتا ہے اکثر یکتا
لوگ کہتے ہیں کہ وہ صاحب ایماں نہیں

○

غزل

ہے تمہارے قرب کی روشنی میری راہبر میری رہنما
یہ اندھیرے راہ کے ڈس نہ لیں مرے ساتھ ساتھ رہا کرو

یونہی روز و شب جو ملو گے تم تو اٹھینگے فتنے عذاب کے
بڑے پرخطر ہیں یہ راستے ذرا فاصلے سے ملا کرو

یہ ستم رسیدۂ دہر ہیں یہ کہیں بساط الٹ نہ دیں
کبھی بات بڑھنے نہ پائے گی انہیں غور سے جو سنا کرو

کوئی راستے میں ٹھہر گیا کوئی منزلوں پہ پہنچ گیا
یہ تو اپنا اپنا نصیب ہے نہ کسی سے کوئی گلہ کرو

غزل

تم نے جس کو چاہا تھا وہ مست قلندر یکتا ہے
چرچے ہیں اس دیوانے کے کوچوں میں بازاروں میں

دوش نہ دینا اس ظالم کو ہم بھی خطا میں شامل تھے
کچھ روزن ہم نے بھی کئے تھے اس گھر کی دیواروں میں

آپ کی محفل آج نہ جانے کیوں ہے سوتی سوتی سی
جانا پہچانا چہرہ تو ایک نہیں مہمانوں میں

روپ بدلنے کے فن میں تو حضرت یکتاؔ ماہر ہیں
دیوانوں میں دیوانے ہیں فرزانے فرزانوں میں

○

غزل

بڑے وثوق سے ہم نے خلوص بانٹا تھا
کسے خبر تھی کہ یاروں کے دل میں دھوکا تھا

ہمارا نام رہا جانے کیوں سرِ فہرست
ہزار ناموں سے یہ ایک نام چھانٹا تھا

کھلا نہ ہاتھ کبھی بند ہی رہی مٹھی
ہمارے ساتھ ہمارا ہی اپنا سایا تھا

تمام عمر رہا منہ کھُلا ہُوا ایک تا
جب آنکھ بند ہوئی اپنے منہ پہ ڈھاٹا تھا

○

غزل

اللہ کا ہم پر بڑا انعام ہوا ہے
سوچو تو ذرا کتنا بڑا کام ہوا ہے

دل بھر تو تڑپتا رہا دیوانہ تمہارا
بس آخرِ شب کچھ ذرا آرام ہوا ہے

دیوانہ تمہارا تو بڑے کام کا نکلا
بدنام ہوا ہے تو بڑا نام ہوا ہے

وہ بت کبھی خاطر میں نہ لاتا تھا کسی کو
اللہ کا احسان ہے اب رام ہوا ہے

کہتے ہیں جسے آپ سبھی یوسفِ یکتا
اس خاک نشیں کا بھی بڑا نام ہوا ہے

غزل

فرصت ذرا ملی تو بہت سوچنے لگے
اپنی ہر ایک بات مگر تولنے لگے

چھائی تھی گہری دھند فضائے بسیط پر
پھر بھی پرند اڑنے کو پر تولنے لگے

الٹی بساط کیسی یہ کیا ماجرا ہوا
جو کم سخن تھے لوگ بہت بولنے لگے

بزم سخن میں حضرتِ یکتا کی دھوم ہے
اب ان کے گیت کانوں میں رس گھولنے لگے

○

غزل

میری ناکامیٔ حیات پہ دوست
ذکر میرا کہاں کہاں نہ ہوا

دل کی باتیں تمام دل میں رہیں
حالِ دل آج تک عیاں نہ ہوا

مسکراتے وہ آئے تھے لیکن
مدعائے دلی بیاں نہ ہوا

آرزو رہ گئی میاں یکتاؔ
بتِ کافر وہ مہرباں نہ ہوا

غزل

وہ ہمیں آزماتے رہے
ہم بھی دامن بچاتے رہے

زندگی کشمکش میں کٹی
پھر بھی ہم مسکراتے رہے

ان کی نظرِ کرم ہو گئی
حوصلہ ہم بڑھاتے رہے

ان کو دیکھا غزل ہو گئی
عمر بھر گنگناتے رہے

ہم مروّت میں یکتا میاں
چوٹ پر چوٹ کھاتے رہے

○

غزل

اگر دم خم دلِ بسمل میں ہوگا
تماشہ کوچۂ قاتل میں ہوگا

خلوص و پیار کی راہیں کٹھن ہیں
خدا جانے وہ کس منزل میں ہوگا

رہے گا وہ تہی داماں ہمیشہ
جو تیکھا پن کسی سائل میں ہوگا

ہمارے بعد ہی یکتا یقیناً
ہمارا ذکر ہر محفل میں ہوگا

○

غزل

نہیں ہے مئے نہ سہی تو دردِ جام دے ساقی
عجیب لوگ ہیں کیسا سوال کرتے ہیں

وہ میرے ترکِ تعلق پہ ہو گئے برہم
ذرا سی بات کا اتنا ملال کرتے ہیں

جناب آپ نے ہم کو بھلا دیا یکسر
مگر ہم آپ کا ہر دم خیال کرتے ہیں

ہنسا ہنسا کے رلا دیتے ہیں میاں یکتاؔ
جناب آپ بھی کیا کیا کمال کرتے ہیں

○

مزاحیہ کلام

غزل

کیا کماتا ہے بھیجتا کیا ہے
ابے لونڈے تجھے ہوا کیا ہے

دیکھ اچھی طرح اجالے میں
گھپ اندھیرے میں دیکھتا کیا ہے

دل دیا ہے تو جان بھی دے دے
ارے نادان سوچتا کیا ہے

بھیڑ کیسی ہے کوئے جاناں میں
"وہ کچھ نہیں ہے تو پھر ہوا کیا ہے"

گا رہے ہیں مگر نہیں معلوم
ٹھمری کیا اور دادرا کیا ہے

آہ! پنشن بھی بک گئی یارو!
پاس یکتاؔ کے اب رہا کیا ہے

○

غزل

غم مرے سب بھلا دیجئے
تھوڑی وہسکی پلا دیجئے

دام بریانی کے ہیں بہت
صرف اِڈلی کھلا دیجئے

کام منتوں میں بن جائے گا
نوٹ "اودی" دکھا دیجئے

کام تو آپ سے ہے ہمیں
ہم کو ان سے ملا دیجئے

کون سنتا ہے پوری غزل
صرف مقطع سنا دیجئے

○

جس کا اونچا مکان ہے پیارے
آدمی وہ مہان ہے پیارے

ڈاکٹر مصطفیٰ کمال اپنا
جانِ زندہ دلاں ہے پیارے

راستہ ہو ہی جائے گا اک دن
یہ جو اونچا مکان ہے پیارے

مال و اسباب کچھ نہیں اس میں
کیسی تیری دکان ہے پیارے

ساٹھ کا ہوگیا تو کیا یکتاؔ
"دل ابھی تک جوان ہے پیارے"

○

غزل

زندگی جلتے گھر کا بانس ہے
سونا سمجھے تھے یہ تو کانسہ ہے

کسمپرسی کا دیکھیئے عالم
اپنے کندھوں پر اپنا لاشہ ہے

کون ناچے گا ایسی شادی میں
بینڈ باجہ ہے اور نہ تاشہ ہے

کوئی دل گیر ہے کوئی مسرور
زندگی کا عجب تماشہ ہے

لنگڑی لولی ہے اور کانی بھی
تو نے یکتا یہ کس کو پھانسا ہے

○

غزل

"HOW DO YOU DO"

"ہاؤ ڈو یو ڈو" مزاج کیسا ہے؟
موڈ حضرت کا آج کیسا ہے؟

موٹے ہنستے ہیں چھوٹے روتے ہیں
دیکھو! امّاں جی "راج کیسا ہے؟

چار سو بیس ہیں تو پھر ان کے
سر پہ پھولوں کا تاج کیسا ہے؟

پیار کی نگری، میرے بھارت میں
بولو نیتا! نراج کیسا ہے؟

ٹھوکا رکھ کر مجھے وہ پورا دن
پوچھتے ہیں مزاج کیسا ہے؟

○

روکھی پھیکی یہ دال نکوڑے
باسی گرُوے طحال نکوڑے

سوکھی روٹی مزے کی ہے یاشا
روغنی شیرمال نکوڑے

چار کوڑیاں بھلی پسینے کی
مفت کا ہم کو مال نکوڑے

میٹھے دو بول بس محبت کے
الٹے سیدھے سوال نکوڑے

دکھتی کمبل بھلی ہے اے یکتا
نکو کشمیری شال نکوڑے

○

○

لوگ کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں
ہم تو چھپ چھپ کے روز پیتے ہیں

دوست جھانسے ہزار دیتے ہیں
اور دشمن سنبھال لیتے ہیں

تن پہ کپڑا نہ سر پہ سایہ ہے
جینے والے تو یوں بھی جیتے ہیں

مار پر مار روز پڑتی ہے
ناز بیگم کے یوں بھی سہتے ہیں

آج یکتا سے آپ بھی ملئے
شعر یہ لاجواب کہتے ہیں

○

○

خوب کھاتا ہے پھر بھی اندر ہے
چھوٹا لونڈا بڑا دلندر ہے

آپ کیوں کھولتے ہیں آنکھیں
بند آنکھوں میں کیا سمندر ہے؟

دورِ حاضر کی دین ہے پیارے
ایک مفلس ہے اک تونگر ہے

پوترا، پوتری، نواسوں میں
ایک سے ایک بڑھ کے بندر ہے

ہم نے دیکھا نہیں ہے یکتا کو
سنتے ہیں وہ بڑا قلندر ہے

○

پرہیز نہیں کرتے دوا کھاتے ہیں

بچے ہوں بڑے ہوں سبھی ڈر جاتے ہیں
ماموں جو لڑھکتے ہوئے گھر آتے ہیں

سمجھے تھے محافظ جسے قاتل نکلا
اب کہیے جناب آپ کیا فرماتے ہیں

پھرتے ہیں مزہ کرتے ہیں غنڈے سارے
معصوم ہیں جو لوگ سزا پاتے ہیں

لاحول پڑھو ایسے پدر پر یارو
لونڈوں کی کمائی پہ جو اتراتے ہیں

چھیریں گے اندھیروں کا وہ سینہ کیسے
جو چاندنی راتوں میں بھی ڈر جاتے ہیں

کیا خاک تمہیں فائدہ ہوگا یکتا
پرہیز نہیں کرتے دوا کھاتے ہیں

○

کُنجم اُنڈو
(تلگو واسیوں کی نظر)

آیّا کھانا بنا ریں کُنجم اُنڈو
اماں گانا گا ریں کُنجم اُنڈو

انّا بڑے وزیر بنے جب سے
چھوٹے ناچ رئیں گا ریں کُنجم اُنڈو

اُنوں نکّو بولے بھی تو لوگاں
پھولاں دیتے جا ریں کُنجم اُنڈو

نکلے جب سے شراب خانے سے
ماموں کلٹیاں کھا ریں کُنجم اُنڈو

بڑے لوگاں بھی اب وٹامن آرؔ
ڈرتے ڈرتے کھا ریں کُنجم اُنڈو

غزلاں سُننے تیری یکتا گارو
لوگاں آتے جا ریں کُنجم اُنڈو

○

اب تو بچنا محال ہے...

صبح دم وہ برس پڑے مجھ پر
اب طبیعت بحال ہے پیارے

لب کشائی کی کیا ضرورت ہے
میری صورت سوال ہے پیارے

ناچتے گاتے بن گئے سی ایم
واقعی یہ کمال ہے پیارے

ہاتھ میں ان کے آ گیا بیلن
اب تو بچنا محال ہے پیارے

ساٹھ بھی پار کر گیا یکتا
اب تو گاڑی الال ہے پیارے

○

غزل

ان میں صدیوں کا گھپ اندھیرا ہے
کیا کروگے نکال کر آنکھیں

ہوسکے گر تو پھر لگا لیجیے
کھو رہے ہیں اچھال کر آنکھیں

اتنا روئے کہ خوں امڈ آیا
اس نے رکھ لیں کھنگال کر آنکھیں

کہیں رسوا نہ آپ ہو جائیں
رکھیے صاحب سنبھال کر آنکھیں

ڈرنے والے نہیں ہیں ہم یکتا
مت ڈراؤ نکال کر آنکھیں

○

"خوش آمدید سالِ نو"

ہم تو قائل ہیں میاں "جام سفال" اچھا ہے
اور وہ کہتے ہیں کہ اسٹیل کا مال اچھا ہے

قحط آئیں گے نہ طوفان، نہ آئیں گے وبال
"اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے

بات ملنے کی جو پوچھا تو کہا روزِ جزا
نہ جواب اچھا ہے یارو نہ سوال اچھا ہے

سامنے ساس سسر پیچھے ہیں سالی سالے
یہ بچھا رکھا ہے جو آپ نے جال اچھا ہے

سب سے اچھا ہے تو بس اچھا ہے یوسف یکتا
نہ کمال اچھا ہے یارو نہ جمال اچھا ہے

○

تو رو رو کے سب کو ہنسا میرے پیارے
تماشہ نیا کچھ دِکھا میرے پیارے

ہتھیلی میں جنّت دِکھا میرے پیارے
چولی کی بس ہے' پلا میرے پیارے

بجائے گا کب تک یہ دھپڑا پرانا
نئی اب تو ڈفلی بجا میرے پیارے

ہو سر پیٹ کر بمباٹ، پاگل بھلاواں
تو اُن سب پہ سکّہ جما میرے پیارے

○

غزل

"دو گھونٹ کا میں ساقی الزام نہیں لوں گا"
مٹکے کا ہیں عادی ہوں اک جام نہیں لوں گا

گھر جھاڑنے بولا تو جھاڑو ہی پھرا ڈالے
اب بار دگر ان سے میں کام نہیں لوں گا

جی جان لڑا ڈالوں گلشن کو بنا ڈالوں
"حق میرا مجھے دے دو انعام نہیں لوں گا"

سرکار کا وعدہ ہے وہ دیں گے اضافے دو
میں تیسرے بچے کا اب نام نہیں لوں گا

چوتھی بھی ہوئی رخصت حد ہوگئی اب یکتا
شادی کا مرے دم تک میں نام نہیں لوں گا

○

غزل

ہنستے ہنستے کسی کی گذر ہو گئی
روتے روتے ہماری بسر ہو گئی

آپ کی جس کسی پر نظر ہو گئی
اس تونگر کی حالت دگر ہو گئی

جب ترنّم کا اس نے سہارا لیا
اچھی خاصی غزل بے بحر ہو گئی

دو کے ہوتے سے ہے واقعی فائدہ
اک اِدھر ہو گیا اک اُدھر ہو گئی

پھبتیاں خوب کستے تھے یکتا میاں
داڑھی اب آپ کی بھی چینور ہو گئی

○

○

زخمِ دل پھر ہرا ہو گیا
ڈاکٹر کا بھلا ہو گیا

کیوں نہ ڈوبے گی کشتی میاں
ناخدا جب خدا ہو گیا

دستِ نازک جب اُس نے رکھا
دردِ دل سے جدا ہو گیا

اُس نے شادی بڑھاپے میں کی
دوستوں کا بھلا ہو گیا

دوست یکتا کو دفنا چکے
فرض ان کا ادا ہو گیا

○

غزل

اندھے بہرے حکیم جب سے گئے
دردِ دل کی دوا نہیں ملتی

ناس ہو جائے اس گرانی کا
چکنی چپڑی غذا نہیں ملتی

جو ہیں غنڈے مزہ میں ہیں باشا
ان کو کوئی سزا نہیں ملتی

عیش کر لیجئے میاں یا لے
یہ جوانی سدا نہیں ملتی

بعد شادی کے حضرتِ یکتا
پھر کسی کی دعا نہیں ملتی

غزل

وہ آنے جانے لگے اب تو میرے گھر اکثر
تو لڑنے لگ گئی ان سے مری نظر اکثر

یہ کہہ کے رکشہ سے اترے وہ "اورینٹ" کے قریب
خلوئے معدہ میں ہوتا ہے دردِ سر اکثر

"نظر لگے نہ کہیں میری کالی بلّو کو"
اتارا کرتی ہے بیٹی کی ماں نظر اکثر

کہا یہ وعظ میں حضرت نے، خلد اُس کو ملے
جو نیک کام کرے آدمی بشر اکثر

وہ "مغزیات کی کھیر" اس لئے تو کھاتا ہے
ستایا کرتا ہے یکتا کو دردِ سر اکثر

○

ہیں کہاں اب غزل کے شیدائی

آپ بھی آ کے دیکھ ہی لیجئے
کیا نہیں ہے غریب خانے میں

سب میں گھس پٹ کے ہم نے دیکھ لیا
کوئی اپنا نہیں زمانے میں

فیسٹول لوٹ لے کے ماموں میاں
گھس گئے پھر شراب خانے میں

مار کھا لیجئے حسینوں کی
رنگ آجائے گا فسانے میں

ہیں کہاں اب غزل کے شیدائی
فائدہ کیا ہے پھر سنانے میں

ہم نے یکتا وہ دور دیکھا ہے
پھول جھڑتے تھے مسکرانے میں

○

غزل

بے سبب وہ خفا نہیں ہوتے
کوئی تکرار ہو گئی ہو گی

میں بھی بیزار ہو گیا اس سے
وہ بھی بیزار ہو گئی ہو گی

خوں سے سینچی تھی ہم نے جو کھیتی
مالِ اغیار ہو گئی ہو گی

اب کہاں ڈھونڈنے چلے یارو
وہ گلی کے پار ہو گئی ہو گی

غم میں اس کے میں ہو گیا برچھا
وہ بھی تلوار ہو گئی ہو گی

میں بھی گل فام ہو گیا یکسر
وہ بھی دُم دار ہو گئی ہو گی

○

غزل

ملی نہ رمّی تو ٹھرّا پلا دیا کہ نہیں
ہیں باسی مرغیاں سب کو کھلا دیا کہ نہیں

ہیں کھوٹے سکّے بھی یارو چلا دیا کہ نہیں
صفائی ہاتھ کی اپنے دکھا دیا کہ نہیں

ادھار کی جو ملی پی کے ہوگیا مدہوش
جناب شیخ کو چکلے لگا دیا کہ نہیں

میں چور ہوں مگر اپنے ہی باپ کے فن کا
غزل تری کی تھی پھر بھی سنا دیا کہ نہیں

جو یار غار تھے فتنہ طراز تھے یکتا
انھیں پلا کے سڑک پر سلا دیا کہ نہیں

○

○

دوش کیوں دے رہے ہو غیروں کو
اپنا لونڈا خراب ہے باشا

ساس سسرے بھی ہو گئے انجان
اب تو جینا عذاب ہے باشا

کام اپنا ہے سارا چندوں پر
کیا حساب و کتاب ہے باشا

لوگ پیتے ہیں جشن کرتے ہیں
میرا پینا عذاب ہے باشا

نام جس کا ہے یوسف یکتا
وہ پرانا نواب ہے باشا

○

غزل

دوستوں کو ہر وقت کھچڑی کھلانا چاہیے
دشمنوں کو نیم کا شربت پلانا چاہیئے

سر کو سہلانے سے پہلے سر کھجانا چاہیے
سنگِ مرمر ہو تو باشا سر پڑھانا چاہیئے

ووٹ لینے کے لئے لیڈر جو آئیں اپنے پاس
ان کو دس بارہ وقت یارو پھرانا چاہیے

آپ کی زندہ دلی مشہور ہے یکتا میاں
دوستوں کے ساتھ دشمن کو ہنسانا چاہیے

نذر حضرت اکبر الہ آبادی

۵۸ ۵۵
اٹھاون سے ہو گئے پچپن
کیسا ہے پیارے یہ ریڈکشن (REDUCTION)

امیدوں پر پھر گیا پانی
بولے سی ایم نو اکسٹنشن (EXTENTION)

عشق کی ٹم ٹم کیسے چلے گی
ادھر بھی ٹنشن ادھر بھی ٹنشن (TENSION)

ونڈرفل یہ ساونڈ ہے پیارے
چھنچھن چھنچھن چھنچھن چھنچھن

سرویس ہیں اب کہاں ہیں یکتا
عرصہ گذرا ہو گئی پنشن (PENSION)

○

○

نہاری کلیجے نہ مرغ وماہی ہے
اے گرانی تیری دہائی ہے

سوکھی روٹی کبھی تو دلیہ کبھی
کیسی قسمت یہ ہم نے پائی ہے

اپنے حصے میں اُبلی دال کا کف
ان کے حصے میں گھی ملائی ہے

مل کے رہ تھانہ دار خالو سے
اس میں پیارے تری بھلائی ہے

پینٹ بھی تنگ ہے بلوز بھی تنگ
نئے فیشن کی یہ سلائی ہے

سُنج گئے جوڑ جوڑ یکتا کے
کیسی تم نے دوا پلائی ہے

باتوں باتوں میں لاکھوں کی جان جا گئی نا

تم باتوں کو چھوٹی نکو سمجھو
باتوں باتوں میں لاکھوں کی جان جا گئی نا

سر پری پو پلاسٹک کی مالٹی پڑے
روپ بدلا بھی تو پہچان گئی نا

بارہ بچوں پو بھائی پاشا کے
بھابی بیگم میری قربان گئی نا

شیخیاں کیسے کیسے بگھاری تھیں
نکٹے باشا کی محفل میں شان گئی نا

ساس سسرے نہ مانے تو کیا بکتا
میرے ششتے کی اماں تو مان گئی نا

○

غزل

گھورا تھا ان کو اک دن، بس بن گئے فسانے
بی خالہ ان کی آگئیں پیغام ہی جمانے

دس سال میں لڑھک کر دسویں کو پاس کرلیوں
آرئیں ہمارے سگے پھولاں ہمیں پہنانے

کل رات حبا کو باوا ان کا لئے تھے ہا کہ
آج آئینگے وہ شائد دکھڑا مجھے سنانے

بہتی ہے الٹی گنگا الٹے ہیں سارے کاماں
دفتر کو وہ گئے ہیں بیٹھا ہوں میں پکانے

اختر جہاں باجی اور ان کے سارے ساتھی
شادی میں میری آرئیں ڈھولک کے گیت گانے

گھر آئے دوستاں سے بیوی ہماری بولیں
باہر گئے ہیں یکتا چپل مری سلانے

○

غزل

ہم ہیں بوڑھے تو وہ ہیں مستِ شباب
ہے برابر مگر حساب و کتاب

میرے دل میں ہے دوستوں کا حساب
دوست ہیں اک کھلی ہوئی سی کتاب

زندگی آج ہو گئی ارزاں
ٹوٹ جاتے ہیں لوگ مثلِ حباب

روبرو ہو کے یہ کہا اس نے
تم ہمارے ہو تم سے کیسا حجاب

راہِ حق سے جو ہٹ گئے باشا
ان پہ نازل ہوا خدا کا عذاب

آپ پیچھے ہیں کیوں میاں بکتا
لوگ سارے لگا رہے ہیں خضاب

غزل

خوب گھوما ہوں تھک گیا ہوں میاں
گرنے والا ہوں پک گیا ہوں میاں

لوگ کہتے ہیں، سچ ہی کہتے ہیں
راہ اپنی بھٹک گیا ہوں میاں

خواہشِ خورمہ تو لے ڈوبی
ڈالیوں میں اٹک گیا ہوں میاں

میری ہی آرزو میں ہیں سب لوگ
دربدر یوں جھک گیا ہوں میاں

بات کیا ہے کہ سب کی آنکھوں میں
کس لئے میں کھٹک گیا ہوں میاں

بات محدود کب ہے یکتا تک
اب تو میں بھی سٹک گیا ہوں میاں

○

غزل

وہ سمندر کے پار ہیں پیارے
ہم یہاں بے قرار ہیں پیارے

کون کرتا ہے دیکھیں چارہ گری
دامنِ تار تار ہیں پیارے

لاکھ دشمن ہوئے تو کیا غم ہے
دوست، ستر ہزار ہیں پیارے

پھول ہی پھول ان کے دامن میں
اپنی قسمت میں خار ہیں پیارے

منزلِ عشق پر دھرا کیا ہے
صرف جوتوں کے ہار ھیں پیارے

دخترِ زر نہ مرغ و ماہی ہے
کیسے لیل و نہار ہیں پیارے

شاہ محسن کمال اور مضطر
یہ میرے یارِ غار ہیں پیارے

سن کے یکتا کی داستانِ الم
لوگ سب اشکبار ہیں پیارے

محسن جلگانوی صاحب، مضطر مجاز صاحب، مصطفیٰ اکمال صاحب
عاتق شاہ صاحب

غزل

مُرغ دم کا کھِلا کر دیکھ لیجیے
ذرا ٹھرّا پلا کر دیکھ لیجیے

کٹیں گی مرغیاں لاکھوں کروڑوں
ذرا دھونی رما کر دیکھ لیجیے

فرق "یکتا"[1] میں اور شبنم[2] میں کیا ہے
غزل دونوں کی گا کر دیکھ لیجیے

کھلیں گے پھول مقتل میں ہزاروں
ہمارا خوں بہا کر دیکھ لیجیے

بجیں گے چار سو طبلے ہی طبلے
غزل یکتا کی گا کر دیکھ لیجیے

○

۱۔ یوسف یکتا ۲۔ یکتا شبنم

غزل

وہ تو خوابوں میں آتے رہے
اور ہم سر کھجاتے رہے

مار بیگم کی پڑتی رہی
اور ہم مسکراتے رہے

ناچ کر ناچ تگنی کا ہم
ہر کسی کو نچاتے رہے

ظرف دیکھے ہمارا کوئی
خود نہ کھایا کھلاتے رہے

زیج کے جھمکے بیگم کے ہم
دوستوں کو پلاتے رہے

شور ہوٹنگ کا بڑھتا رہا
شعر پھر بھی سناتے رہے

شاعری کرکے یکتا میاں
رنگ سب پر جماتے رہے

دلِ دوستاں سلامت

تاثراتِ معاصرین

تاثرات

صلاح الدین نیّر
"کہکشاں" سلطے پلی، حیدرآباد

مہذّب انسان - بہترین شاعر
(یوسف یکتا)

ایک ایسا نیک صفت، نیک خو، شریف النّفس، مروّت شناس بُردبار اور مہذّب انسان جب زندگی کے ہر شعبہ میں نیک نامی کے ساتھ اپنی پہچان بڑھاتا ہو، اُسکی طرزِ حیات، رکھ رکھاؤ، رواداری اور صلح پسند طبیعت کے بارے میں ہر اُس شخص کی اچھی رائے ہوگی جو شائستگی شرافت اور انسان دوستی کے رموز سے ہم کنار رہا ہو۔

معاشرے میں ہم کو ایسے ہی لوگ ملتے ہیں جنکی ساری زندگی کشمکشِ حیات، حالات کی بے راہ روی اور تیشہ زنی سے دوچار ہوتے ہوئے بھی مسکراتے ہوئے لمحات سے وابستہ رہا کرتی ہے۔ بکھری ہوئی کائنات میں جب سلجھے ہوئے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے تو آنکھوں کو ٹھنڈک، دل کو سرور اور زندگی میں ایک خوشگوار لہر دوڑ جاتی ہے۔ ان ہی کیفیات سے وابستہ یوسف یکتا کی ذات بھی ہے۔

یوسف یکتا، نہایت باوقار، معتبر، نرم گفتار اور شائستہ انسان ہیں۔ جب کبھی بھی یوسف یکتا سے ملاقات ہوتی ہے تو مجھے بے حد مسرت محسوس ہوتی ہے۔ زندگی کے ساتھ ان کا رویّہ شریفانہ، مصلحانہ اور روادارانہ رہا کرتا ہے۔ ان کے چہرے کی مسکراہٹ یہ بتاتی ہے کہ

وہ پُرسکون اور مطمئن زندگی گذار رہے ہیں ۔ محتاط روی انسان کو شائستہ بنا دیتی ہے ۔ ملنساری، خوش اخلاقی کامیاب زندگی کے لئے رفیق رساں ہوتی ہے ۔ ایسی تمام خصوصیات بھی یوسف یکتا کی شخصیت کا ایک حصہ ہیں ۔

یوسف یکتا میرے شاعر دوست ہیں ۔ ان سے میری رسم و راہ بہت پرانی ہے ۔ کوئی ۲۵ سال پہلے کسی مشاعرہ میں ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی ۔ یوسف یکتا ایک ایسے شاعر ہیں جن کے کلام کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی شاعری کا رشتہ کلاسیکیت سے بہت قریب رہے ۔ عصر حاضر کے تخلیقی معیارات پر ان کا کلام پوری طرح اترتا ہے ۔ یوسف یکتا ایک کہنہ مشق شاعر ہیں ۔ مشاعروں کی ہنگامہ آرائی سے دور رہتے ہوئے اپنی دنیا میں خوش ہیں ۔ ان کا کلام روزنامہ سیاست، ہمائے دکن اور منصف کے علاوہ ملک کے ادبی رسائل میں شائع ہوتا رہتا ہے ۔ یوسف یکتا کو زمانۂ طالب علمی سے ہی شعر و ادب کا ذوق ہے ۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ حیدرآباد کے جید اساتذۂ سخن کو بھی انہیں سننے کا موقع ملا ۔ یوسف یکتا کئی ادبی انجمنوں سے وابستہ ہیں ۔ اردو کے ایک خاموش خدمت گذار ہیں ۔ سکندرآباد کی مشہور ادبی انجمن اردو رائٹرز فورم کے صدر ہونے کے علاوہ انجمن محبان اردو سکندرآباد کے سرپرست اعلیٰ ہیں ۔

یوسف یکتا کے اس مجموعۂ کلام (گونگی دعا) میں قارئین کو اپنی پسند کے اچھے اچھے شعر مل جائیں گے ۔ اس لئے میں نے اشعار نوٹ نہیں کئے ۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے میرے شخصی تاثرات ہیں ۔ ایسے ہی تاثرات تمام شاعر دوستوں کے بھی ہوں گے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس مجموعہ کلام کی ادبی حلقوں میں اچھی خاصی پذیرائی ہوگی ۔ ●●

رئیس اختر

یوسف یکتا میری نظر میں

سراپا خلوص مجسم شرافت اور پیکرِ اخلاق اگر کسی شخصیت کو کہا جاسکتا ہے تو وہ یوسف یکتا کی شخصیت ہے۔ سکندرآباد کے بزرگ اور نامور شعراء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ یوسف یکتا بنیادی طور پر سنجیدہ شاعر ہیں۔ نیک سیرت اور رسول پاکؐ سے والہانہ عقیدت بھی رکھتے ہیں۔ آپ کے کلام میں سادگی، روانی اور برجستگی پائی جاتی ہے۔ ان کی شاعری میں عصرِ جدید کا کرب و آگہی کا احساس بھی ملتا ہے۔ ترقی پسندی کے ساتھ ساتھ انہوں نے کلاسیکی ادب سے بھی اپنا رشتہ استوار رکھا ہے۔ ان کے کلام میں قدیم و جدید رنگ کا خوبصورت امتزاج ملتا ہے۔ ان کا مجموعۂ کلام "گونگی دعا" ادب نوازوں کی محفل میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ ••

ڈاکٹر اظہر افسر
بی. آئی. ایم. ایس

یوسف یکتا

ایک عمدہ شاعر ' ایک با اخلاق انسان

جناب یوسف یکتا سکندرآباد کی ادبی دنیا کے پہلے شاعر ہیں جنہوں نے کلام "شاعر" پروگرام میں آل انڈیا ریڈیو حیدرآباد سے پہلی بار کلام سنایا اور ستائش کے سینکڑوں خط وصول ہوئے ۔ آپ ملک کے اچھے معیاری پرچوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور پسند کئے جاتے ہیں ۔ حضرت عارف الوالعلائی جو تاریخ گوئی کے مسلّم الثبوت شاعر تھے آپ ان کے شاگرد ہیں ۔ اسی لئے کلام میں سلاست ' روانی ' شگفتگی کے ساتھ ساتھ کہنہ مشقی کا اظہار ہوتا ہے ۔

ایک عمدہ شاعر ہونے کے باوجود نہایت با اخلاق اور لن ترانیوں سے دور رہتی رکھتے ہیں ۔ شخصیت کے ساتھ کلام میں بھی عاجزی ' انکساری اور نرمی پائی جاتی ہے ۔ مزاح میں بھی طبع آزمائی کی ہے مگر انداز سب سے الگ اور منفرد ہے ' اپنی قوم ' اردو زبان ادب و تہذیب کے ساتھ ساتھ خدمت کا جو بے پایاں جذبہ آپ میں ہے قابلِ قدر ہے ۔

شعری مجموعے " گونگی دعا " کے لئے ببانگ دہل دعا کرتا ہوں کہ وہ مقبولیت کے بامِ عروج پر پہنچے ۔ ●●

شاغل ادیب
ایم۔ اے

یوسف یکتا کی مزاحیہ شاعری

جس طرح پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، جنھیں رشید احمد صدیقی نے اپنی تصنیف "جدید غزل" میں انیسویں صدی کے غزل گویوں میں صفِ اول کا شاعر قرار دیا ہے، کبھی کبھی اپنے منہ کا مزہ بدلنے کے لئے غزل گوئی کے علاوہ قطعات بھی کہہ لیتے تھے۔ اسی طرح جناب یوسف یکتا صاحب بھی منہ کا مزہ بدلنے کے لئے سنجیدہ شاعری کے علاوہ مزاحیہ اشعار بھی کہہ لیتے ہیں۔ ان کے مزاحیہ کلام کے مطالعہ سے جو تمامتر طنز و مزاح کے نمائندہ جریدے "شگوفہ" کی زینت بھی بن چکا ہے۔ سماجی برائیوں، سیاسی بدنظمیوں، انفرادی بدحالی اور اجتماعی بوکھلاہٹ کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ چند شعر دیکھیے گا۔

جو ہیں غنڈے مزے میں ہیں باشا — ان کو کوئی سزا نہیں ملتی

تن پہ کپڑا نہ سر پہ سایہ ہے — جینے والے تو یوں بھی جیتے ہیں

چار سو بیس ہیں تو پھر ان کے — سر پہ پھولوں کا تاج کیسا ہے

آپ پیچھے ہیں کیوں میاں یکتا — لوگ سارے لگا رہے ہیں خضاب

لاحول پڑھو ایسے پدر پر یارو — لونڈوں کی کمائی پہ جو اتراتے ہیں

میں چور ہوں مگر اپنے ہی باپ کے فن کا — غزل ترقی کی تھی پھر بھی سنا دیا کہ نہیں

جناب ریاست علی تاجؔ ایم اے
(مؤلف لکچرار کریم نگر)

میرے لئے یوسف یکتاؔ ایک پیار بھری (Lovable) شخصیت کا نام ہے۔ میں انہیں بحیثیت شاعر اور سرکاری عہدہ دار کوئی تیس پینتیس[۳۰] [۳۵] سال سے جانتا ہوں۔ یوسف یکتا بحیثیت ڈی ای او کریم نگر تشریف لائے تھے، ناصر صدیقی مرحوم کی وجہ سے کریم نگر میں بڑی عمدہ محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں جہاں یکتاؔ صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا یہ یادگار اور مفید محفلیں یاد آتی ہیں تو عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ بردبار، با اخلاق، معاملہ فہم، منتظم اور دل درد مند رکھنے والے! شعر و ادب کی دنیا میں ایسے محاسن و شمائل کم لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ یوں بھی وہ ایک ایسی پیڑھی سے تعلق رکھتے ہیں جن کے لئے یہی خصائص گویا سرمایۂ حیات ہوا کرتے تھے۔ قسمت سے انہیں حیدرآباد کے بعض بڑے اور اچھے شاعروں کی صحبتیں نصیب ہوئیں دراصل کتابی علم سے زیادہ یہ علمی صحبتیں ہی فنکار کا بخھتی سنوارتی ہیں۔ حسنِ اتفاق کہ ان میں سے بعض بزرگوں سے مجھے بھی استفادہ کا موقع ملا ہے۔ رضی الدین حسن کیفیؔ اپنے وقت کے جیّد اساتذہ میں سے تھے۔ علی اخترؔ نے نظم گوئی میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ حضرت عبدالقیوم خاں باقیؔ، اقبال اور کارل مارکس کے پرستاروں میں تھے۔ شاعری کے علاوہ ستار نوازی اور ڈرامہ نگاری بھی ان کے محبوب مشغلے تھے۔ جن لوگوں نے ان حضرات

کی محفلیں دیکھی ہیں، وہ جانتے ہیں کہ کیسا ادب نواز ماحول ان بزرگوں کی معیّت میں میّسر آتا تھا۔

یوسف یکتا صاحب ایسے ہی ایک عالم شاعر، حضرت عارف ابوالعلائی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں جن کی مہارتِ تاریخ گوئی کے قائل بڑے بڑے اہلِ علم ہیں۔ قاضی انجم عارفی اور پروفیسر امیر عارفی (دلی یونیورسٹی) ان ہی کے نامی گرامی سپوت ہیں۔ جس شاعر کو، اچھا ماحول، عمدہ صحبتیں اور شائستہ و پختہ کار اساتذہ ملیں، بلاشبہ وہ اس لائق ہوتا ہے کہ اسے پڑھا جائے۔ سنا جائے بلکہ خود اس سے علمی استفادہ حاصل کیا جائے۔ یوں بھی وہ مجھ سے سینیئر ہیں۔ ستّر کے پیٹے میں ہوں گے۔ چنانچہ اتنے برسوں کے تجربے اور مشاہدے بھی ان کے کلام میں لازماً در آئینگے۔ مجھے خوشی ہے کہ ان کے بارے میں لکھنے کا مجھے شرف ملا ہے۔

یوسف یکتا کا یہ مجموعۂ کلام "گونگی دعا" پہلی بار منظرِ عام پر آرہا ہے۔ بھلا ہو اردو اکادمیوں کا کہ ان کی مالی امداد (جزوی ہی سہی) کے سبب کچھ لائق اور اہل ہستیوں کے رشحاتِ قلم بھی روشنی کا منہ دیکھنے لگے ہیں۔ "گونگی دعا" دراصل ان کی ایک موثر نظم کا عنوان ہے، اسی کو مجموعہ کا نام قرار دیا ہے۔ مجھے اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے۔ اپنے تاثرات قلمبند کرتا ہوں۔

"گونگی دعا" کا مسودہ میں نے دیکھا۔ اس میں 7 نعتیں، ۱۱ نظمیں 16 قطعات اور 59 غزلیں شامل ہیں۔ آخر میں پتہ نہیں کیوں یکتا نے اپنا مزاحیہ کلام بھی (23 غزلیات) شامل کردیا ہے۔

یہ جوڑ نہ لگاتے تو اچھا ہوتا۔ بہر حال کلامِ یکتا کے مطالعہ سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جاتی ہے کہ شاعر پُر گو اور پختہ مشق ہے اور اس کے یہاں کہنے کو بھی بہت کچھ ہے۔ زبان و بیان درست، طرزِ ادا صاف، اور مواد عصرِ حاضر کا عکاس۔ انہوں نے روایت کی پاسداری بھی کی ہے اور کچھ نئی باتوں کو بھی اپنی شاعری میں سمویا ہے۔ ان کا کلام گل و بلبل کی داستان ہی نہیں عصری حسیت کا غماز بھی ہے۔ ان کا حال یہ ہے کہ

؎ کچھ نئی باتوں کو اپنایا ہے ازراہِ خلوص
کچھ روایات کو سینہ سے لگا رکھا ہے

مجھے یقین ہے کہ "گونگی دعا" کا قاری مایوس نہیں ہوگا۔ اسے پڑھ کر نئے اور پرانے دونوں مکاتبِ فکر لطف اندوز ہوں گے۔

●●

جناب رضا وصفی صاحب

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے ادب کے دو بڑے دبستاں ہیں (میرؔ اور غالبؔ) اور ان میں کئی گروہ ہیں۔ یوسف یکتا صاحب کا تعلق کس گروہ سے ہے یہ تو نقاد ہی بتا سکتا ہے۔

ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ہر مکتبِ سخن سے فیض اٹھایا ہے (بیعت نہیں کی) یکتا صاحب کا ذہن پیچیدہ نہیں ہے۔ وہ عموماً علامت و استعارے میں نہیں پیکر کی زبان میں بات کرتے ہیں۔

اُن کو پڑھتے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ اُن کی شاعری بیانیہ ہے اور اس سے انہوں نے بڑا کام بھی لیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہیکہ انہوں نے اپنے اشعار میں جن تجربات کا اظہار کیا ہے اُن کو جاننے کے لئے کسی دور از کار حوالہ کی ضرورت ہے نہ کسی خاص اصطلاح کی۔ ان کے اشعار غیر پیچیدہ رہ کر بھی تجربہ کا مفصّل اظہار رہیں اور اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ "علامت و استعارہ" سے عاری سیدھا سادہ فن بھی اپنے زمانے کے اسرار کا حامل ہو سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سادگی میں پُرکاری۔ بیخودی میں ہشیاری کا گر پہچان لیا ہے۔ اسی لئے تو وہ پچھلے تیس برس سے بڑی دلجمعی سے شعر کہہ رہے ہیں۔ خوشی کی بات ہیکہ اب اُن کا مجموعۂ کلام (گونگی دعا) منظر عام پر آرہا ہے۔ مجھے امید ہیکہ عام شائقینِ شعر و ادب میں اسکی پذیرائی ہوگی۔ ●●

جناب عادل راشدؔ بی۔کام

بانی رکن نیرنگِ ادب، مشیر آباد

سکندرآباد کے شعرا میں جناب یوسف یکتا کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ گذشتہ تین دہوں سے اردو شعر و ادب کی بے لوث خدمت انجام دے رہے ہیں۔ میں نے انہیں متعدد رسائل و اخبارات میں پڑھا ہے اور ان گنت مشاعروں میں شخصی طور پر سنا بھی ہے۔ آپ صرف اچھا کہتے ہی نہیں بلکہ اچھا پڑھتے بھی ہیں۔ آپ کے کلام میں کلاسیکیت اور ترقی پسند رجحانات کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ ان کا زیر اشاعت مجموعہ "گونگی دعا" مقبولیت حاصل کرے گا۔ ●●

شاهد صدیقی

ایڈیٹر "نئی دنیا" نئی دھلی

• سکندرآباد کے ادبی حلقوں میں جن چند ناموں کو انتہائی عزت اور احترام حاصل ہے ان میں جناب یوسف یکتا کا شمار ہوتا ہے۔
طویل عہد کی ہنرمندی اور پیرانہ وقار جناب یوسف یکتا کی شاعری کا خاصہ ہیں، حیدرآباد ریڈیو ہو یا ہندوستان کے معروف معیاری رسائل و اخبارات ہوں جناب یوسف یکتا کا نام سننے اور پڑھنے کو ملتا رہتا ہے۔ ••

ایم اے عزیز عطاری عزیز اجمیری

(مہکانہ محل سکندرآباد)

• جناب یوسف یکتا سکندرآباد کے کہنہ مشق، بزرگ استاد شاعر ہیں۔ ان کا دل نواز سحر آگیں ترنم ان کی شاعری کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے۔ ••

اظہارِ تشکر

میں ممنون و مشکور ہوں

۱۔ میری لڑکیوں نفیس (یم اے) اور ہاجرہ (ایم اے) فریخ اسکالر کا جنھوں نے خلوصِ دل سے دعا کی کہ میرا شعری مجموعہ شائع ہو۔ اور وہ شائع ہوگیا۔

۲۔ اپنی شریکِ حیات فاطمہ یوسف کا جنھوں نے اس مجموعہ کا نام تجویز کیا

۳۔ عزیز دوست ممتاز شاعر محسن جلگانوی کا جنھوں نے نظموں، غزلوں کے انتخاب میں اپنے مشوروں سے نوازا۔

۴۔ ممتاز شاعر و ادیب شاغل ادیبؔ ایم اے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ موصوف اس کتاب کی کتابت سے طباعت تک ہر مرحلہ پر پیش پیش رہے ورنہ اس مجموعہ کا زیورِ طبع سے آراستہ ہونا ناممکن تھا۔

۵۔ ممتاز شاعر صلاح الدین صاحب نیرؔ کا جنھوں نے ہر موڑ پر میری ہمت بندھائی

۶۔ اپنے کرم فرما ڈاکٹر عبدالصمد حمدانی فاضل اور دیگر تمام احباب کا جنھوں نے ہر مرحلہ پر مجھ سے تعاون فرمایا

۷۔ نیرنگِ ادب پبلیکیشنز حیدرآباد کا جو اس کتاب کے ناشر ہیں۔

یوسف یکتا

حیدرآباد کے یونانی دواساز اداروں میں
ایک اہم و معتبر نام

صمدانی فارمیسی

مشیرآباد

چالیس سالہ تجربہ کار ڈاکٹر و حکیم } **محمد عبدالصمد صاحب صمدانی فاضل**

کی ایجاد کردہ تیر بہدف یونانی ادویات

- **صمدانی ہیر ٹانک** : دماغی کمزوری دور کرتا ہے۔ بالوں کو جھڑنے سے بچاتا ہے۔ انہیں بڑھاتا ہے۔ سیاہ چمکدار اور ملائم بناتا ہے۔ بال خورہ (چم جوں) میں بھی کارآمد ہے۔ بالوں میں موجود جوؤں کا صفایا کرتا ہے۔
- **معجونِ انرجی** : یہ معجونِ قوتِ باہ ہے۔ تمام جنسی کمزوریوں اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ حافظ کو بڑھاتا ہے۔ بدن میں قوت اور طبیعت میں نشاط پیدا کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بناتا ہے۔
- **حلوۂ نسواں** : تمام نسوانی بیماریوں کو ختم کرتا ہے۔ کمزور اور وقت سے پہلے بوڑھی معلوم ہونے والی عورتوں کو تندرست اور صحت مند بناتا ہے ان کے چہروں پر نکھار لاتا ہے۔
- **حبِ انرجی** : قوتِ باہ کو بڑھاتے ہوئے جنسی کمزوریوں کو دور کرتا ہے
- **صمدانی سرمہ** : قوتِ بینائی کو روشن تر بناتا ہے۔ اس کا مسلسل استعمال آنکھوں کی تمام بیماریوں کو ختم کر دیتا ہے۔

ملنے کا پتہ

صمدانی فارمیسی (رجسٹرڈ)

1-4-531/1، عقب جامع مسجد مشیرآباد، حیدرآباد - 48، فون: 612801

نیک تمناؤں کے ساتھ

ظفر احمد سیٹھ

2-4-544

تلہ گٹہ۔ سکندرآباد

نیک خواہشات کے ساتھ

کاٹن کلاتھ، کاٹن کینواس، کار اور
اسکوٹر کور کی بہترین کوالیٹی کے لئے
یاد رکھیئے

شاپ نمبر 23-22/294-7-22، روبرو
سالار جنگ مارکٹ، دیوان دیوڑھی
حیدرآباد 500002، (اے پی)

جامہ زیبی بھی عجب شے ہے زمانے میں صفی
ایسے ویسے بھی نگاہوں میں کھٹک جاتے ہیں

اس شعر کی روشنی میں

اپنی پسند کے ملبوسات کے لئے
تشریف لائیے

سکندرآباد میں خواتین کا پسندیدہ واحد شوروم

نزد مجسمہ مہاتما گاندھی، ایم جی روڈ
سکندرآباد (اے پی)

فون: 814850

نیک خواہشات کے ساتھ

شادی' بیاہ اور دیگر تقاریب کیلئے

شہر سکندرآباد میں موزوں و مرکزی مقام

شادی خانہ کچھی میمن جماعت

(رجسٹرڈ نمبر ۸۵/۵۵۲)

نلہ گٹہ' رام گوپال پیٹ' سکندرآباد نزد مسجد نلہ گٹہ

مناسب معاوضہ پر پاکیزہ ماحول' شہر کے بیشتر محلہ جات بازار و مارکٹ سے قریب • جملہ سہولتوں سے آراستہ • کشادہ ہال • لائٹ پنکھے • چوبیس گھنٹے پانی • روشنی • کراکری • کٹلری • شامیانے • دیگیں • شطرنجیاں وغیرہ کی سپلائی کا انتظام

■ شادی خانہ صبح ۸ بجے تا شب ۲ بجے الاٹ کیا جائے گا۔

بکنگ کیلئے: منتظم صاحب کچھی میمن جماعت نلہ گنٹہ سکندرآباد سے ربط پیدا کریں

اوقات: صبح ۱۰ بجے تا شام ۵ بجے' جمعہ کو تعطیل رہے گی۔

نیرنگِ ادب پبلیکیشنز کی مطبوعات

- دکھوں کا سمندر } شعری مجموعہ | شاغل ادیب
  سکھوں کا جزیرہ } 1994 | ایم ، اے
- اگو نکی دعا] مجموعہ کلام 1994 | یوسف یکتاؔ
- ذکرِ اعظم] نعتوں کا مجموعہ 1989 | شاغل ادیب ایم ، اے
  (مغربی بنگال اردو اکاڈمی ایوارڈ یافتہ)
  یہ کتاب ہندی رسم الخط میں بھی نئی نعتوں کے اضافے اور حضرت شارق جمال ناگپوری کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔
- دربارِ کرم] منقبتوں کا مجموعہ 1991 | شاغل ادیب ایم ، اے
- انتخاب کلامِ عبرت سکندرآبادی (زیر طبع)
- حروفِ تابندہ - نثری مضامین کا مجموعہ 1993] شاغل ادیب ایم ، اے
- آتشِ دروں - مجموعہ کلام ، علامہ تاج قریشی] زیر طبع

نیرنگِ ادب پبلیکیشنز ، 1-4-304/9/3
صدیق نگر ، مشیرآباد ، حیدرآباد 500048